

رسائل
۴۳۴

رجسٹرڈ نمبر اے ۳۵۹

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا ماہوار علمی رسالہ ہر انگریزی مہینہ کے آخر میں شائع ہوتا ہے

الواعظ

زیرسرپرستی امیرالامراء سرکار راجہ محمد امیر احمد خاں صاحب بہادر آف محمودآباد

زیرنگرانی حضرت تاج العلماء جناب مولانا سید محمد ذکی صاحب قبلہ مجتہد العصر

مدیر

سید آغا مہدی رضوی لکھنوی

مطبوعہ الواعظ صفدر پریس

چندہ سالانہ صرف للعمہ

انجمن موید العلوم مدرسۃ الواعظین کی قابل قدر کتابیں

برادران ایمانی ۔ سلام علیکم ۔ اس زمانہ پر آشوب میں جبکہ لامذہبیت کی تیز و تند ہوائیں قصر ایمانی کو متزلزل کئے ہوئے ہیں اہل ایمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی بنیادوں کو مثل سابق مضبوط و مستحکم کرنے کی ہر سعی امکانی سے دریغ نہ فرما کر عند اللہ و عند الرسول ماجور ہوں اس وقت آپکے لئے ضروری ہے کہ دنیا کے مختلف مذاہب کے پورے حالات بنظر غائر مطالعہ فرمائیں اور فہرست ذیل میں سے ایک ایک جلد ضرور طلب فرمائیں ادارہ آپکے حکم کی شکریہ کیساتھ تعمیل کرے گا

ملنے کا پتہ: مہتمم انجمن موید العلوم مدرسۃ الواعظین نمبر ۱۶ کیننگ اسٹریٹ لکھنؤ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
انگریزی ترجمہ		النبوۃ والخلافت	۴ر	مناظرہ معاد و تناسخ	۱ر۶	کشف حقیقت در تصوف	۴ر
ترجمہ قرآن مجید حصہ اول		اعجاز القرآن		الاعجاز	۵ر	اسلامی بچوں کی	۱ر۶
مجلد	عا ر	حقوق نسواں اور		فلسفۃ المذاہب	۱ر۶	پہلی کتاب	۱
ترجمہ قرآن مجید حصہ دوم		اسلام	۶ر	النبی	۱ر۶	قران السعدین	۴
مجلد	عا ر	تحقیق البداء	۶ر	خصوصیات اسلام	۱ر	شان صبر	
صحیفہ کاملہ حصہ اول		القول الجمیل فی		اسلام و جہاد	۳ر	حقیقت سادات	
مجلد	عا ر	التوراۃ والانجیل	۸ر	قرآن اور بائیبل	۲ر	فریاد مسلمانان عالم	
صحیفہ کاملہ حصہ دوم مجلد	عا ر	اسلام اور رواداری	۱ر۶	رد الاباطیل	۱ر۶	تجلیات تاریخ اردو	
المودۃ القربیٰ غیر مجلد	عہ	کربلا کا مجاہد	۱ر۶	رسالہ متعہ	۱ر۶	ایضاح الاشکال عربی	
دی پرافٹ اینڈ خلافت	۸ر	مولود حرم	۱ر۶	سرادق عفت	۴	ارشاد مفید ۲	عہ
اسلام اِٹس بیوٹی اینڈ ٹروتھ	عہ ر	سردار قریش	۶ر	شریعۃ الاسلام حصہ		محیط الدائرہ "	۶
یونٹی آف گاڈ	۴ر	تعلیم اسلام	۲ر	اول	۴	نصر المومنین فارسی	۱۲ر
اسلام ان دی لائٹ آف سوشلزم	۱۲ر	ید بیضا اور تحقیق		شریعۃ الاسلام حصہ		پردہ پر نظم	۰ر
این آئیڈیل کنگ	۲ر	مثیل موسیٰ	۶ر	دوم	۸ر	رد تناسخ	۳ر
پرس	۱ر	قرآن اور اقتصادیات		شریعۃ الاسلام ضمیمہ		مالک حکما	۳ر
اسلام ان ورس، نماز	۲ر	کی تعلیم	۴ر	حصہ دوم	۳ر	جوہر منظوم	عہ
... دی لیڈ آف، انشا ...	۲ر	تنقید قدامت وید	۲ر	کارنامہ محرم	۳ر	اسلامی صحیفہ	۴ر

الواعظ

جلد ۲۹ | بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۴۸ء مطابق جمادی الآخری سنہ ۱۳۶۷ھ | نمبر ۴

۷۸۶

تنقید
الواعظ
۸۴۳ء

بابت ماہ اپریل ۱۹۴۸ء

اسداللہ خاں غالب

غالب کی ذات اور ان کی شاعری پر بلا مبالغہ سیکڑوں مضمون، لکھے جا چکے ہیں اور ادبی رسائل و جرائد میں تو شائد ہی کوئی بدنصیب پرچہ ہو جس میں ان کے حالات زندگی درج نہ ہوئے ہوں۔
الواعظ ادبی جریدہ نہیں ہے مگر وہ اُردو ادب کا دشمن بھی نہیں ہے بلکہ اردو زبان کو وہ انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے و ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ کی حقیقت آگیں صدا اس کے کان تک پہونچ چکی ہے اور بحیثیت مبلغ اُردو کو وہ قومی زبان سمجھکر اُسکے فروغ کا متمنی ہے۔ اُردو ادب کی خدمت کرنے والوں کو وہ جان و دل سے دوست رکھتا ہے۔

حال میں ہمعصر انتخاب حیدرآباد دکن نے اپنے جریدہ کا "غالب نمبر" شائع کر کے ہم کو بھی قلم اٹھانے کی دعوت دی ہے اس محترم اور کامیاب نمبر کو ہم نے سرسری نگاہ سے جا بجا پڑھا علم دوست مدیر کی محنت یقینا قابل داد ہے اور اگر وہ مستقبل میں اس مقصد کا بہت پہلے سے اعلان کر کے آئندہ اس سے بھی بہتر نمبر شائع کرنا چاہیں گے تو غالبؔ کی شایان شان نمبر بھی شائع ہو سکتا ہے اور ملک کے مشہور اہل قلم ان کی ذات اور صفات پر مکمل بحث کر سکتے ہیں ہم کو امید ہے کہ آئندہ یہ نمبر ملک کے تمام اہل قلم کو دعوت تحریر دیکر ضخیم صورت میں با تصویر شائع کیا جائے گا
اس نمبر میں اچھے اچھے مضامین نذر قرطاس کئے ہیں ان مقالات میں ایک مضمون سید مظہر الدین حسن مظہر کا بھی ہے جس میں موصوف نے غالبؔ کے مذہب سے تعرض کرتے ہوئے صرف اسقدر لکھکر قلم روک لیا ہو۔

"انھوں نے عبادات و فرائض و واجبات میں صرف دو چیزیں لے لیں تھیں ایک تو توحید وجودی دوسری نبی کی محبت اسی کو وہ وسیلۂ نجات سمجھتے تھے"

ان فقرات سے صاف ظاہر ہے کہ مظہر صاحب نے یا تو غالب کی سیرت کا مطالعہ نہیں کیا یا علم لوگوں پر ان کا مسلک پیش کر دینا مصلحت نہیں سمجھے اگر کسی مقام پر حق پوشی اور باطل کی تربیت ہو تو ہرگز مرنجاں مرنج پالیسی اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ غالب "پکے شیعہ" تھے اور انھوں نے کسی ایک مقام پر نہیں بلکہ فارسی اردو نظم و نثر میں ہر طرح اپنے عقائد سے ملک کو گواہ کیا ہے۔

روزہ کے بارے میں غالب کا عقیدہ جیسا کہ زمانہ میں ماہ رمضان پڑتا تو بڑھاپے سے انکے قویٰ جواب دے چکے تھے فرمابرداری اگلے زمانہ کے لوگوں کو نہ آتی تھی عمر کے بعد کچھ دن رہے سے اگر وہ کھا لکھا تے ہوتے اور لوگ تعجب سے پوچھتے تو کبھی تو اپنے ندامت کی تاویل طنزیہ لب ولہجہ میں یہ کہتے کہ میں سنی مسلمان ہوں گھڑی بھر دن رہے سے روزہ افطار کر لیتا ہوں اور کبھی کسی کے پوچھنے پر کہ کتنے روزے رکھے اپنے مخصوص انداز میں فرماتے تھے پیر و مرشد ایک نہیں رکھا" یہ تو ان کے لطائف ہیں مگر حقیقت کو بے نقاب اپنے اس شعر میں کیا ہے ؎

سامان خورد و خواب کہاں سے لاؤں :: آرام کے اسباب کہاں سے لاؤں
روزہ مرا ایمان ہے غالب لیکن :: خسخانہ و برف آب کہاں سے لاؤں

ان اشعار سے معلوم ہوا کہ وہ نادم تھے اور نفس مسئلہ میں انھیں کوئی عذر نہ تھا۔

غلامی حضرت علیؑ کا دعویٰ مظہر صاحب نے غالب کے اس شعر پر غور نہیں کیا کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے حلقہ بگوش تھے دلی جذبات کے اظہار میں بارگاہ شاہ ولایت میں عرض کرتے ہیں ؎

بہت سہی غم گیتی شراب کم کیا ہے :: غلام ساقی کوثر ہوں مجھ کو غم کیا ہے

ایک فارسی مخمس کے مقطع میں اپنے تئیں قنبر کہتے ہیں ؎

بر آستان سر در عالم نشستہ ام :: اندوہناک رفتہ و بے غم نشستہ ام
چا بخلق چو من ہم نشستہ ام :: از خواہش تاش خویش مقدم نشستہ ام
رحمے بحال غالب قنبر کند علی

مدح اہلبیت میں غالب کا حصہ آل محمد کی ثنا و صفت میں بھی غالب نے گہرافشانی کی ہے۔

مظہر فیض خدا جان و دل ختم رسل :: قبلۂ آل نبی کعبۂ ایجاد یقیں

برش تیغ کا اس کی ہے جہاں میں چرچا　　قطع ہو جائے نہ سررشتۂ ایجاد کہیں
جسم اطہر کو ترے دوش پیمبر منبر　　نام نامی کو ترے ناصیۂ عرش نگیں

ایک غزل کے مطلع میں فرماتے ہیں ؎

کل کے لیے کر آج نہ خست شراب میں　　یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں

اس غزل کا مقطع بھی قابل ملاحظہ ہے

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست　　مشغول حق ہوں بندگیِ بوتراب میں
کس کو ہو سکتی ہے مداحیِ ممدوحِ خدا　　کس سے ہو سکتی ہے آرائش فردوس بریں

اس نظم کا سر مصرع ایک مخصوص فضیلت کی طرف اشارہ ہے۔

پیغمبر خدا کی جانشینی مسلمان یہ کہتے رہے کہ رسول اکرم نے دنیا چھوڑی مگر تقرر خلافت نہ کیا غالب کا یہ عقیدہ نہ تھا وہ کہتے ہیں۔

جانا یا: دل و جان فیض رسانا شاہا　　وصی ختم رسل تو ہے بہ فتوائے یقیں

فتوی ہے بجائے اختلاف [illegible] کے قول پر پیش ہوتا ہے غالب کو یقین تھا کہ خلیفہ برحق جناب امیر المومنین ہیں،

ایک اور مقام پر نبی کے بعد عہدہ امامت کی حیثیت کا تعارف کرتے ہیں ؎

ہر چند چرخ قاعدہ گرداں عالم است　　بعد از نبی امام نگہبان عالم است
اندر کف امام رگ جان عالم است　　دل داغ رہ نوردی سلطان عالم است
بازش بجائے خویش مقرر کند علیؑ

عزائے حسینؑ عزاداری میں بھی ان کے خدمات نظر انداز نہیں کئے جا سکتے فارسی کلیات میں غالب کے نظم کئے ہوئے چند نوحے ہیں اس کے علاوہ قدیم زمانہ میں یہ رسم تھی اور دیہات میں اب بھی یہ رواج ہے کہ ختم مجلس، نوحہ ماتم کے بعد ایک شخص ائمہ و شہدائے کربلا کے نام بنام فاتحہ پڑھتا ہے۔ غالب نے کوئی فاتحہ دربارہ امام کے نام نظم کئے متفرق کلام میں بھی جابجا غم حسینؑ میں ان کے تاثرات موجود ہیں ؎

غم شبیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز　　کہ رہیں خون جگر سے مری آنکھیں رنگیں

اس شعر میں اشکباری [illegible] ظاہر کی ہے دوسرے مقام پر زمانہ کے دور انقلاب کی اس سے بہتر تصویر مرتب نہ ہو گی جو غالب نے کی

تو تا بی از خلہ خارہ نگری کہ سپہر　　سر حسین علی بہ سناں بگرداند

بر روی شادی و اندوہ دل منہ کہ قضا — چو قرعہ بر نمط امتحاں بگرداند
یزید را بہ بساط خلیفہ بنشاند — کلیم را بہ لباس شباں بگرداند

غالب کا یہ فارسی شعر بھی واقعۂ کربلا سے ان کے تاثرات کی تصویر ہے ؎

بزم ترا شمع و گل خستگی بوتراب — ساز ترا زیر و بم واقعۂ کربلا

وہ ایک مرتبہ فرمائش سے مرثیہ کہنے پر مجبور ہو گئے اور تین بند کہنے پائے تھے کہ الجھن ہوئی اور عنان قلم روک لی ان میں چار مصرعے یہ ہیں ؎

ہاں اے نفس باد سحر شعلہ فشاں ہو — اے دجلۂ خوں چشم ملائک سے رواں ہو
اے زمزمۂ قم لب عیسیٰ پہ فغاں ہو — اے ماتمیان شہ مظلوم کہاں ہو

غالب نے اپنے نظم کردہ بارہ اماموں میں جب شہدائے کربلا پر درود و سلام بھیج چکے تو حضرت عباس علیہ السلام کی مدح میں یوں فرماتے ہیں ؎

سیما از بہر ترویج علم دار حسین — پیشوائے لشکر شبیر و ابن بوتراب
حضرت عباس عالی رتبہ کز ذوق حضور — زخم نیزا جزو تن پیمود بر دل فتح باب

امام مہدی آخر الزماں کا اقرار اسی ”فاتحہ“ یا ”بارہ امامؑ“ میں حضرت حجت عجل اللہ ظہورہ کا بھی ذکر ہے اور مخصوص شیعی نظریہ غالب کی زبان سے نکلتا ہے

زیں سپس بہر ظہور مہدی صاحب زماں — ظلمتستان شب کفر و حسد را آفتاب

خاتون جناں کا گھر جلانیوالوں سے استفسار غالب نے دروازۂ فاطمہ زہرا صلی اللہ علیہا پر آگ لانے والوں سے بھی بازپرس کی ہے اور بڑے لطف سے کہتے ہیں ؎

گرمی بازار امکاں خود طفیل مصطفےٰ ست — ہیں چہ آتش میزنی اندر دکان مصطفےٰ

مدح اہلبیت تو ہر سنی عقیدت مند کی زبان سے ہوئی ہے اور ہوتی رہے گی مگر پیغمبر خدا کی آنکھ بند ہونے کے بعد جو ناگوار اور تلخ تجربہ آل رسول کو ہوا وہ یہ تھا کہ جو گھر باعث ایجاد عالم تھا اسی گھر میں نافہم مسلمانوں کے ہاتھ سے آگ لگی اس مصیبت عظمیٰ کا اظہار غالب نے کس خوبی سے کیا ہے یہ وہ حقیقت ہے جس کو مورخ طبری بھی پردہ میں لا نہیں سکا حدثنا ابن حمید، قال حدثنا جریر عن مغیرہ عن زیاد بن کلیب قال اتی عمر ابن الخطاب منزل علی وفیہ طلحہ والزبیر ورجال من المہاجرین فقال واللہ لاحرقن علیکم او لتخرجن الی البیعۃ ۔ (بحذف اسناد) زیاد بن کلیب کہتا ہے کہ عمر ابن خطاب حضرت علی کے گھر پر

آئے اور . ہاں طلحہ زبیر اور چند مہاجرین تھے، عمر نے کہا خدا کی قسم میں ضرور بضرور اس گھر کو جلا دوں گا ورنہ بیعت کے لئے تم سب نکل آؤ ۔ (تاریخ طبری ص۱۹۸ ج ۲)

اسلام کے دیگر سر برآوردہ اہل قلم مثل مسلم بن ابی قتیبہ ابن عبدربہ اندلسی مورخ ابوالفداء ابن عبدالبر شاہ ولی اللہ شبلی نعمانی نے بھی اپنے تالیفات میں اس حادثۂ عظمیٰ کے ثبوت دیے ہیں

نجف میں دفن ہونے کی آرزو غالب کے محب اہلبیت ہونے کی کھلی ہوئی دلیل یہ ہے: کہ وہ جوار حضرت امیرالمومنین میں ایک قبر کی جگہ ملنے کے متمنی تھے نثر میں اس مطلب کو واکر تے ہیں

"یارب ایں بوے ہستی ناشنیدہ وازنیستی بہ صدائی نارسیدہ یعنی نقش بضمیر آمدہ نقاش کہ بہ اسداللہ خاں موسوم ہم مرزانوشہ معروف وبہ غالب متخلص است چنانکہ اکبرآبادی مولد دہلوی مسکن است نجفی مدفن نیز باد"

غالب نے اپنے مختلف اشعار میں بھی یہ آرزو کی ہے ۔

لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا یعنی ہوس سیر و تماشا سو وہ کم ہے ہم کو
مقطع سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر عزم سیر نجف و طوف حرم ہے ہم کو

ایک دو مرے مقام پر کہتے ہیں ؎

خاک صحرائے نجف جوہر سیر عرفا چشم نقش قدم آئینۂ بخت بیدار

غالب اور شیعہ علماء عود ہندی میں جا بجا مولوی سرفراز حسین صاحب کا ذکر ہے جو اُن کے دوست خاص تھے اور جن سے مزاحیہ لب ولہجہ میں تخاطب کرتے ہوئے کہا ہے کہ۔

"آپ تو سلطان العلماء مجتہد العصر والزمان ہوگئے کہیں "قبلہ وکعبہ" ہو گئے ۔ یہ دونوں لقب جناب سلطان العلماء سید محمد صاحب قبلہ مجتہد لکھنؤ کے ہیں جن سے ان کو دلی عقیدت تھی اور وہ مقلد بھی جناب رضوان مآب علیہ الرحمہ کے تھے غالب نے جناب سید العلماء میرن صاحب قبلہ مجتہد مؤلف حدیقۂ سلطانیہ کے انتقال پر ملال پر ایک قطعۂ تاریخ نظم کر کے بھیجا تھا جو یہ ہے ؎

حسین بن علی آبروئے علم و عمل کہ سید العلماء نقش خاتمش بودی
نماند و ماند اگر زندہ پنج سال دگر عم حسین علی سال ماتمش بودی

(احیاء الآثار قلمی ص۹)

ہمیں افسوس ہے کہ نامہ نگار انتخاب نے اگر غالب کو شیعہ غالی نہ لکھا تھا تو کم از کم محب علی لکھ دیتے مگر اُن کو اس میں بھی عذر ہوا۔

تنظیم جدید

لکھنؤ کی مشہور اور قدیم انجمن تنظیم المومنین کا آرگن ہے جو ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۲ء تک روزنامہ کی صورت میں تھا اور بڑے ہی اہم قومی خدمات انجام دے چکا ہے تنظیم بورڈ اس وقت بھی اس اخبار کا سرپرست ہے اور انجمن کے جوائنٹ سکریٹری جناب محمد حسین صاحب فاضل ادب کے انہماک اور قومی و دینی جذبہ سے قوی امید ہے کہ اگر تنظیم کو ان کے خدمات حاصل ہوتے رہے تو اس منزل پر آجائے جو گذشتہ دور میں اس کے زیر قدم تھی۔

اخبار کے دور جدید میں سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اپنی تاریخ اشاعت کے دن تازہ ترین خبریں ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہے مدیر اعزازی جناب مرزا علی حسن صاحب ایم۔ اے ہیں پہلے نمبر سے اس وقت تک اچھے اچھے مضامین نکل چکے ہیں۔ مزاحیہ کالم میں بڑی متانت کے ساتھ جائز نکتہ چینی کی جاتی ہے ایک زمانہ وہ تھا کہ ایسے اہل قلم کی بہتات تھی مگر اب تمام کمالات قوم سے رخصت ہوتے جا رہے ہیں۔ اس رنگ کے فنکاروں حکیم محمد ممتاز حسین عثمانی مرحوم تو بیچ میں ہی گزر گئے، ظریف سفر آخرت کر گئے اس قحط الرجال میں تنظیم کے بذلہ سنج ... اور ... تہذیب کے باہر نہیں ہیں امید ہے کہ تنظیم انھیں حدود پر اپنے تئیں آگے بڑھائے گا اور معیار کو اور زیادہ بلند کرے گا۔ فی الحال ۱۲ صفحات پر شائع ہو رہا ہے چندہ سہ ماہی ۱۲ سالانہ ۔ ۔

ملنے کا پتہ:۔ دفتر تنظیم المومنین وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سلطان المدارس کا عشرہ

مدرسہ کی عالیشان عمارت میں کئی سال سے عربی طلاب کی طرف سے دس مجلسوں کی بنا ہوتی ہے جس میں ہندوستان کے مشہور واعظین پڑھتے ہیں امسال یہ عشرہ بعض ناگزیر وجوہ سے ایام عزا میں منعقد نہ ہو سکا اور اعلان کے بعد مجالس ملتوی کئے گئے تمام پبلک کو افسوس تھا مگر پر جوش طلبہ کی طرف سے موسم بہار میں مجالس کا احیا کیا گیا اور ۲۲ لغایت ۳۱ مارچ سہ پہر کو روزانہ پابندی وقت سے مجلسیں ہوئیں جس میں مقامی واعظین کے علاوہ مولانا سید ظفر الحسن صاحب وائس پرنسپل مدرسہ جوادیہ بنارس اور مولانا سید محسن نواب صاحب مدرس مدرسہ ناصریہ جونپور اور مولانا سید ابرار حسین صاحب پاروی ممتاز الافاضل اور مولانا سید محمد صاحب قبلہ دہلوی خطیب اعظم اور مولانا محمد جواد حسین صاحب

واعظ مدرسۃ الواعظین کو خصوصیت سے دعوت دی گئی تھی اور اس میں شک نہیں کہ اپنے اپنے رنگ میں ہر بزرگ کا بیان نہ صرف کامیاب بلکہ یادگار ثابت ہوا۔

خطیب اعظم کی مجلس اتوار کو ۹ بجے قرار پائی تھی جس میں ہر شخص کو بوجہ تعطیل شرکت کا موقع ملا اور ۲½ گھنٹہ تک مولانا نے اپنے مخصوص رنگ میں حاضرین سے ہر جملہ پر داد سخن حاصل کی جناب مولانا سید ابن حسن صاحب نونہروی اور حضرت عمدۃ العلماء دامت برکاتہما کی تقریریں بھی عام حاضرین کے دل نشین ہوئیں اور سحر بیانی کا سارا مجمع معترف رہا آخر مجلس میں جناب مولانا سید احمد صاحب مدرس مدرسۂ ہذا نے نہایت ہی کامیاب خطابت فرمائی اور غزوۂ احزاب کے لطائف بڑی خوبی سے بیان کر کے تمام حاضرین کو متاثر کیا اور شور گریہ اس حد پر ہوا جو ایام عزا کے سوا کم ہوتا ہے۔ ان مجالس میں لکھنؤ کی پبلک زیادہ سے زیادہ شریک ہوئی علماء و زعماء کے علاوہ تعلقداران یوپی میں راجہ صاحب بہادر محمود آباد و چودھری سید ارشاد حسین صاحب دام اقبالہم نے بھی شرکت کی مجالس کی کامیابی کا سب سے بڑا راز یہ تھا کہ فاضل طلباء نے نہایت خلوص سے مومنین شہر کے گھروں پر جا کر شرکت کے وعدے لئے اور اوقات مجلس وہ قرار پائے جب کسی جگہ مجلس نہ تھی ایام عزا میں کثرت مجالس سے لوگوں کو یہ شکایت ہوتی ہماری رائے میں آیندہ اس عشرہ کو ایام عزا کے بعد ہی ہونا چاہئے تاکہ عوام کو شرکت میں کوئی مانع نہ ہو واعظین نے عصر حاضر کی تجدد پسند فضا کے زہریلے جراثیم کے خلاف بھی تبصرہ کیا اور سیرۃ المومنین کے نقطۂ بائے بسملہ ہونے پر بیشتر حضرات نے تقریر کی۔

سرکار راجہ صاحب بہادر بالقابہ کی تشریف آوری

۲۷ مارچ کو ادارہ کے سرپرست اور ادارہ کے متولی منتظم راجہ صاحب بہادر محمود آباد مع مہاراجکمار صاحب مدرسہ میں تشریف لائے منتظمین مدرسہ کی طرف سے اس مسرت آگیں موقع پر شہر کے بعض رؤسا اہل علم اور سرکار ممدوح کا اسٹاف بھی مدعو تھا ۴ بجے ممدوح کا موٹر صدر دروازہ سے بیرونی صحن میں داخل ہو گیا اور حاضرین نے پرتپاک خیر مقدم کیا، پہلے حاضرین کی چاہ و شیرینی سے تواضع کی گئی پھر سرکار ممدوح کے سفر عتبات عالیات سے بخیر و عافیت واپس آنے کی تہنیت میں مداح آل پیغمبر جناب بادشاہ مرزا صاحب ثمر نے ایک مناسب حال نظم پڑھی اور معزز حاضرین سے خراج تحسین و آفرین حاصل کیا۔ مہاراجکمار بہادر نے اس مجمع کے دو فوٹو بھی لئے اور قبل مغرب یہ برکت آفریں صحبت برخواست ہوئی جناب مولانا سید عدیل اختر صاحب قبلہ مدظلہ پرنسپل مدرسہ اور جناب تاج العلماء مدظلہ نے اپنے محترم مہمانوں کو دروازہ تک پہونچایا اور اس زحمت کشی کا شکریہ ادا کیا۔

کیا زمین و آسمان کی خلقت چھ دنوں میں ہوئی

(از عالیجناب مولانا سید نذر حسن صاحب قبلہ گوپالپوری)

مسلمانوں میں عموماً اور اسلامی کتابوں میں خصوصاً یہ بات مشہور ہوتی ہے کہ زمین و آسمان کی خلقت چھ دنوں میں ہوئی ..... اگرچہ یہ شہرت جہاں توریت کی بیان کردہ معتقدات سے مطابق ہوتی ہے دوسری طرف قرآن پاک کی اُن چند آیتوں سے بھی مطابق ہو جاتی ہے جن میں خلقت آسمان و زمین کے ساتھ ساتھ "ستۃ ایام" کی لفظ موجود ہے اور پھر اس کا ترجمہ بھی چھ دن کر دیا گیا ہے حالانکہ ہر معمولی عقل کا انسان اسے بخوبی جانتا ہے کہ جب ابھی سورج و چاند ستارے اور زمین کچھ بھی پیدا نہیں ہوئے تھے، خود خداوند عالم چھ دن کیسے کہتا اور یہ چھ دن درست کیسے ہو سکتا؟ اس لیے عقلی تجویز ہے کہ ستۃ ایام کا ترجمہ چھ دن تو یقیناً غلط ہے۔ ہاں! اب یہیں دیکھنا ہے کہ ایام سے کیا مراد لی جاتی ہے جو ہر حال میں صحیح ہو سکے، چنانچہ میں نے اس سے چھ انقلابی زمانے مراد لیے ہیں جس کی تفصیل اس مضمون میں کی جائے گی۔

میں آپ کو پہلے یہ بتا دوں کہ چھ دن میں آسمان و زمین کی خلقت بھی ممکن تھی یا نہیں اولاً تو ممکن تھی ہی نہیں کیونکہ خلقت دنیا اسکے لوازمات اگر بنظر غائر دیکھے جائیں تو خود بتا دیں گے کہ انھیں کافی مدت موجودہ حالت تک پہونچنے میں لگے ہوں گے جیسے میں بطور اجمال اپنے ماقبل والے مضمون میں تحریر کر چکا ہوں اور انشاء اللہ تفصیلاً کسی آیندہ کے مضمون میں پیش کروں گا۔ یہاں پر آج یہ دکھانا ہے کہ "ستۃ ایام" سے چھ انقلابی زمانے کیونکر مراد ہو سکتے ہیں!

اولاً بہت ضروری ہے کہ ہم پہلے ان آیات کا جائزہ لیں جن میں خلقت آسمان و زمین کو ستۃ ایام کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کی وضاحت کریں۔

هو الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ...... پارہ ۱۲-۱۱- — وہی خدا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ زمانوں میں پیدا کیا۔

یہ آیت صرف یہ بتاتی ہے کہ آسمانوں اور زمین کی خلقت "ستۃ ایام" میں ہوئی۔ اب اس کے بعد ہم دوسری آیت پر نظر ڈالتے ہیں وہ یہ ہے۔

الذی خلق السموات والارض وما بینهما — وہ خدا وہی ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو بیچ ایام میں

فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش — پیدا کیا اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اسے چھ روز
پارہ ۱۹-۳ ع — اس کے انتظام کی طرف مائل ہوا۔

اس آیت میں پہلی والی آیت سے کچھ زائد تفصیل ہے یعنی آسمانوں اور زمین اور اسکے درمیانی تمام چیزوں کو چھ ایام میں پیدا کیا۔ ایام سے مراد چھ زمانے کس طرح ہے سے ملاحظہ ہو۔

زمین اور آسمان جب پیدا ہونے لگے تو او لگا تار رے کرتے میں میں زمین بھی تھی وجود میں آئے اور یکرہ خلقت کافی مدت میں ظہور میں آئی یہ گویا پہلا زمانہ تھا دوسرا زمانہ وہ تھا جبکہ زمین اپنی خلقت کے بعد انجمادی حالت میں آئی اور قابل خلقت مخلوقات ما بعد ہو گئی تیسرا زمانہ وہ گذرا جبکہ سارا زمین پر سمندری حالت کئی ہزار یا لاکھ برسوں تک قائم رہی چوتھا زمانہ وہ گذرا جبکہ سمندری حالت کے بعد نباتاتی خلقت وجود میں آئی، پانچواں زمانہ وہ تھا جبکہ نباتات کے بعد حیوانات کی پیدائش ظہور میں آئی اور چھٹواں زمانہ وہ ہوا جبکہ ان ساری مادیاتی خلقت کے بعد حضرت انسان کا جنم ہوا۔

یہ میری بیان کردہ وضاحت سائنسی تھیوری سے تو بالکل نصوصات مطابق ہے مگر جو روایات کا قبل ازیں[1] مضمون میں پیش کی گئی تھی اس میں ان پانچ چھ انقلابی حالات کے علاوہ بھی کچھ خلقات کا تذکرہ ہے مثلاً طیر کی پیدائش دابہ کی پیدائش تو اسکا جواب یہ ہے کہ نوعی انقلاب صرف یہی چھ ہیں جو دہر گذرے ان کے علاوہ جو اور خلقتوں کا تذکرہ ہے وہ انکی شاخوں کی حیثیت کا حکم رکھتی ہیں مثلاً طیر حیوانات کے ماتحت ہوگا، اسی طرح دابہ کی خلقت بھی حیوانات میں داخل ہو جائے گی ..... وغیرہ

دوسرا شبہ یہ ہو سکتا ہے کہ جب "ایام" یوم کی جمع ہے جس کے معنی دن کے ہیں تو پھر چھ دن والا ترجمہ کیوں غلط کہا جائے گا! اس کا جواب یہ ہے کہ اس شبہ میں انتہائی رجعت پسندی اور بے غلطی پہلی تو یہ ہے کہ جب ابھی سورج وزمین پھر کرے وغیرہ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے تو پھر یہ "چھ دن" کی تعیین کیسے صحیح ہو سکے گی! دوسری بات یہ کہ اگر یہ کہا جائے خداوند عالم نے ایک اندازی وقت بیان کر دیا ہے، جس کا مقصود یہ ہے کہ چھ دنوں میں جو وقفہ یا وقت صرف ہوتا ہے اتنا وقت زمین اور آسمانوں اور اس کے درمیانی چیزوں کی خلقت میں لگا! تو میں اس کا جواب دوں گا کہ پھر چھ اور کیوں چار سات کہیں دو کی تعیین کیسی، بلکہ یہی کہنا بہتر تھا کہ "آن واحد" میں پیدا کر دیا۔ پھر یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ "ایام" کے معنی زمانہ دور اور وقت کے بھی لیے جاتے ہیں اس لیے اگر دن کے بجائے یہی معنی لیے جائیں تو بہتر ہے کیونکہ دن کے معنی میں قباحت موجود ہے۔

---

[1] میں اپنے ماقبل والے مضمون "خلقت دنیا سائنس اور اسلامی نقطہ نظر" میں ان سارے انقلابی حالات کو مکمل لکھا ہوں اپ اس مضمون کو بھی پیش نظر رکھیں خصوصاً وہ نظریہ سائنسدانوں کا جو اس مضمون میں بیان کیا جا چکا ہے جو قدیم فلسفیوں کے قول سے بالکل موافق ہے۔

اب ہم ایک اور آیت دوسری پیش کر رہے ہیں جو عمومی نظروں میں میری اس توضیح سے قدرے ٹکراتی ہوئی معلوم ہوگی وہ یہ ہے۔

اتکفرون بالذی خلق السمٰوٰت والارض فی یومین .. ... وجعل فیہا رواسی من فوقہا وبٰرک فیہا وقدر فیہا اقواتہا فی اربعۃ ایام سواءً للسائلین ۰

حٰم السجدہ ۱- ع ۲

کیا تم لوگ اس خدا سے انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو یوم میں پیدا کیا ..... اور اس میں اوپر سے پہاڑ پیدا کیے جس میں برکت دی اور اس میں ایک مناسب اندازے سامان معیشت کا بندوبست چار ایام میں کیا جائے گا روں کے لیے برابر ہے۔

یہ آیت بھی ہماری توضیح سے عین مطابق ہے پہلے دو یوم کا لگا خلقت کردی سے (جس میں کل کرات علوی جس میں زمین بھی ہے) اور زمین کے بخارات کی کل میں آکر قابل آبادی ہونے تک سے اس کے بعد تین زمانے حجری، نباتاتی اور حیوانی وہ گذرے جو انسان کی معیشت کے اسباب مہیا کرنے میں صرف ہوئے اس کے بعد چوتھا زمانہ ان تمامی اسباب کائنات کے مالک و متصرف لینے والے حضرت انسان کی خلقت سے وابستہ ہوا۔ اس طرح وہی چھ زمانے درست آئے ان ساری آیتوں میں ساتویں دن کا نام اسی لیے کہیں بھی موجود نہیں ہے کیونکہ ان "ایام" سے مراد درحقیقت "یوم" کی جمع تھی ہی نہیں یا اگر تھی بھی تو وہی عام زمانہ مراد تھا آخر میں بعض بعض جگہ یہ اشارہ البتہ موجود ہے کہ پھر خدا عرش کی طرف مائل یعنی سر انقلاب کے بعد قدرت اپنے بندوبست میں لگی رہی اور انھیں منظم کرتی رہی۔

اب میں آخر کلام میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری جانتا ہوں کہ قرآن پاک کے وہ آیات جو متشابہات سمجھے جاتے ہیں ایسے بھی ہیں کہ ان کے معنی زمانہ سمجھ بوجھ کر بیان کرنے ضروری ہیں ان آیات میں یہی خوبی ہے کہ یہ ترقی کے ہر دور میں چسپاں ہو سکتے ہیں، مذکورہ آیات خلقت آسمان و زمین بھی انھی متشابہات سے ہیں، انھیں آیتوں کے معنے صاف رہتے ہوئے بھی مطالب میں کافی الجھن رہتی ہے۔

میری ان سائنسی مطابقت کی تحریروں سے کوئی بزرگ یہ نہ سمجھنے لگیں کہ میں سائنس کا مرعوب زدہ ہوں اور سائنس کی ہر غلط و صحیح بات کو روایات و آیات سے مطابق کرنا چاہتا ہوں، ایسا نہیں ہے لیکن جو باتیں عقل کی ترازو پہ صحیح نہیں اترتیں ان کی صحت کی کوشش ضرور کرتا ہوں۔ اور اگر کسی بزرگ کو کوئی شبہ یا اعتراض ہو تو وہ اس پرچہ "الواعظ" کے ذریعہ دریافت کر سکتا ہے۔

آئندہ کا مضمون "طلسم" کن فیکون" سے وابستہ ہوگا!

امام باڑہ میاں داراب علیخاں لکھنؤ

(از عالی جناب شیخ تصدق حسین صاحب ایڈوکیٹ لکھنؤ)

یہ امام باڑہ احاطہ فقیر محمد خاں میں امین آباد انٹر کالج کی پشت پر قریب ہی واقع ہے جس کے متعلق ایک بڑی آمدنی کی جائداد بھی واقف ہے

اس کے بانی میاں داراب علیخاں خواجہ سرا ولد عبد اللہ ساکن مولوی گنج نواب ملکہ عہد کے یہاں نواب ناظر تھے حسینی[1] خانم صاحبہ مخاطب بہ نواب ملکہ عہد حضرت امجد علیشاہ کا ایک محل تھیں جن کے لیے بادشاہ نے محلہ حضرت گنج میں ایک سہ منزلی عالیشان کوٹھی تعمیر کرائی تھی جو ملکہ عہد کی کوٹھی کے نام سے مشہور تھی۔ اسی میں موصوفہ کا قیام تھا۔

بتاریخ ستمبر[2] ۱۸۵۷ء میں جب غدر کی ہنگامہ آرائیاں پورے شباب پر تھیں تو ایک رجمنٹ پچاس گورے حضرت گنج کے مشرقی پھاٹک سے داخل ہوئے نواب ملکہ عہد کے خاص برداروں نے میاں داراب علیخاں نواب ناظر کے حکم سے دونوں طرف کوٹھوں پر چڑھ کر خوب گولیوں کا مینہ برسایا مغربی سمت کا پھاٹک بہت مضبوطی سے بند کر دیا گیا تھا۔ گورے وہاں سے پلٹ آئے۔ خوب مار پڑی پھر امجد علیشاہ کے مقبرہ موسومہ سبطین آباد میں آکے اسکے بڑے پھاٹک کو دیکھ کر خیال کیا کہ قصر سلطانی بھی ہے ایک توپ بھی پھاٹک پر تھی مگر گولہ انداز بھاگ گئے تھے ینعام الدولہ کے اردلی انکے حکم سے توپ پر کیل لگا کر پہیئے کو گھسیٹ لیگئے جب گورے مقبرہ میں آئے تو ایک شخص نے کہا یہ قبرستان ہے یہاں مردے دفن ہیں ایوان شاہی آگے ہے۔ گورے وہاں سے باہر نکل آئے توپ کا کچھ خیال نہ کیا۔

انتزاع سلطنت کے بعد پوسٹ ماسٹر جنرل کا دفتر عرصہ تک ملکہ عہد کی کوٹھی میں رہا ملکہ عہد کو داراب علیخاں پر بہت اعتماد اور بھروسہ تھا اور ان کا بہت خیال بھی کرتی تھیں چنانچہ موصوفہ نے ۱۴ اگست ۱۸۶۶ء کو ایک وصیت نامہ تحریر کر کے اپنے وصی مرزا سلیمان قدر کو بروے نوشتہ مذکور یہ ہدایت کی کہ میرے بعد میری تنخواہ کے ایک ثلث میں سے منجملہ دیگر امور سو روپیہ ماہوار داراب علیخاں کو بھی ان کی زندگی بھر ادا کرتے رہیں اور اخراجات امام باڑہ مثل مجالس۔ روشنی عشرہ محرم۔ ماہانہ مجالس و تنخواہ قرآن خوانان زیر اہتمام میاں موصوف ہمیشہ جاری رہیں۔ اپنی والدہ کے انتقال کے بعد مرزا سلیمان قدر نے ۱۵ دسمبر ۱۸۷۰ء سے لیکر ۵ دسمبر ۱۸۷۲ء تک کی تنخواہ

---

[1] نواب ملکہ عہد کے مفصل حالات کے لیے مضمون راقم بسلسلہ بیگمات شاہی اودھ ملاحظہ کیجئے۔

[2] قیصر التواریخ جلد دوم صفحہ ۲۶۶۔

داراب علیخاں کو ادانہ کی وہ وصیت نامہ کی شرائط کو ناجائز قرار دے کر توڑنا چاہتے تھے۔ داراب علیخاں نے مجبور ہو کر ان کے خلاف دعویٰ دائر عدالت کر دیا جو انکے موافق طے ہوا اور شرائط مندرجہ وصیت نامہ قانوناً جائز تسلیم کر لی گئیں۔ مرزا اسلیا نقد، مقدمہ کو پریوی کونسل تک لے گئے مگر ہر عدالت سے فیصلہ داراب علیخاں ہی کے موافق ہوا لیکن باوجود صدور ڈگری داراب علیخاں نے ایک حبہ وصول نہ کیا بلکہ جب شہزادہ صاحب نے اُنسے از خود فرمایا کہ اپنا حساب بیباق کر لو تو عرض کیا کہ خدا کے فضل وکرم سے میری ضرورتوں کے لیے میرے پاس کافی مال و دولت موجود ہے میں نے تو دعویٰ صرف یہ ثابت کرنے کو کیا تھا کہ وصیت نامہ جائز ہے اور میں حق پر ہوں اور اگر چاہوں تو بذریعۂ عدالت بھی وصول کر سکتا ہوں۔

داراب علیخاں کو بٹیروں اور مرغوں کا بہت شوق تھا جنکی نگرانی و پرداخت کے لیے بہت سے بٹیر باز اور مرغ باز نوکر تھے

جب داراب علیخاں زندگی کی ستر بہاریں دیکھ چکے تو ۱۹ رمضان ۱۳۱۸ھ مطابق ۲۹/۱۰ اپریل ۱۹۰۱ء میں اپنی جائداد کے آیندہ انتظام اور اپنی خواہشات کو اپنے بعد پورا کرانے کی غرض سے ایک وصیت نامہ تحریر کر کے مصدقہ رجسٹری کرا دیا۔ اسوقت وہ مرض تنفس میں مبتلا تھے مگر ہوش وحواس بجا تھے۔ وقف نامہ کے شروع میں بطور تمہید لکھتے ہیں:۔ نہ کوئی میرا وارث شرعی یا غیر شرعی ہے نہ میں کسی بادشاہ یا شخص دیگر کا عبد مملوک ہوں بلکہ اپنی جائداد منقولہ وغیر منقولہ پر بہمہ وجوہ وصیت کرنے کا اختیار رکھتا ہوں۔

آگے چل کر اپنا منشا دلی اور اغراض وقف ظاہر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔ بغرض جاری ونافذ رکھنے امورات خیر ومذہبی ابدالآباد مثل مجالس امام باڑہ وپرورش متوسلین وملازمین و اشخاص مستحق و اعانت بنا بر شادی دختران نا کتخدا شرفا، و محتاج کہ جس کے باعث ثواب ابدی و دوامی ممکن ہے وصیت کرتا ہوں اور مغیر علیخاں کو جو میرے ہمجنس وہمقوم ہیں اپنا وصی مقرر کرتا ہوں۔ اُن کو لازم ہے میرے منشا کو پورا کریں اور اپنی حیات میں دوسرے شخص دیگر لائق وہمقوم وہمجنس اپنے حتی الامکان خواجہ سرا کو منتخب کر کے اپنے بعد کے لیے اپنا قائم مقام مقرر کرتا رہے۔

داراب علیخاں کو اپنے ملازمین ومتوسلین کی پرورش کا بہت خیال تھا چنانچہ وصیت نامہ کی دفعہ ششم میں لکھ گئے کہ "مرغ خانہ و بٹیر خانہ یہ سب میرے شوق کے ہیں اگر وصی کو شوق نہ ہو تو بشرط امکان ضرورت کہ ان لوگوں سے دوسرا کام لے کر پرورش کی جائے۔"

موصوف نے جو جائداد وقف کی اُسکی آمدنی تقریباً ترپن چھپن ہزار روپیہ سالانہ ہوتی ہے فہرست جائداد غیر منقولہ مندرجہ وقف نامہ حسب ذیل ہے۔

(۱) محمد پور مسلم موضع ملیح آباد
(۲) بھرولی ،، ،، فتح پور ضلع بارہ بنکی
(۳) محمد پور بغیرہ ،، ،، کرسی فتحپور ضلع بارہ بنکی
(۴) نبیان ٹیکر پار کرسی فتح پور ضلع بارہ بنکی
(۵) الکور نیسلم موضع - کرسی فتحپور ضلع بارہ بنکی
(۶) انوارہی - کرسی فتحپور حصہ منجملہ یکصد روپیہ
(۷) لونا بار - کرسی حصہ منجملہ یکصد
(۸) زندہ - کرسی فتحپور ۱۶ بیگہ ۳ گٹھے آراضی
(۹) سود آباد مسلم موضع - دیوہ نواب گنج
(۱۰) متق - دیوہ مرہونہ
(۱۱) کریم آباد مسلم موضع مرہونہ
(۱۲) سیتہ لکھنؤ صہ سالانہ
(۱۳ و ۱۴) مکان خام و پختہ تکمنڈی
(۱۵) امامباڑہ واقع احاطہ فقیر محمد خاں
(۱۶) مکان پختہ مولوی گنج
(۱۷) آراضی ملحقہ مکان بالا۔
(۱۸) مکان خام سبحان نگر متصل بارہ دری درگاہی لال
(۱۹) آراضی کنارے سڑک ریلوے
(۲۰) آراضی و دوکان وکٹوریا گنج۔
(۲۱) دو عدد دوکانات حضرت گنج
(۲۲) اشیاء منقولہ کی فہرست مرتب کر کے علیحدہ دیوان و مختار مکر رکے حوالہ کردی گئی۔

اخراجات کی فہرست بھی وصیت نامہ میں حسب ذیل دی ہوئی ہے۔

مصارف امامباڑہ از آمدنی محمد پور و کرایہ مکانات و دوکانات سالانہ	مصارف مجالس سالانہ و روشنی قبر حاجی توکل علیخاں ماہوار یعنی سالانہ	تنخواہ داران ماہوار
صرفہ مجالس محرم و ماہوار مع روشنی سالانہ	شیرینی مجالس ماہوار	قرآن خوان قبر حاجی توکل صاحب مجتہد در ماہہ
قرآن خوانی قبر با شیرینی جشن		
تنخواہ وصی حاجی بشیر علی خاں در ماہہ تاحیات	تنخواہ نائب محمد امان علیخاں درماہہ تاحیات	

مصارف تجہیز و تکفین و مجالس سیوم - دہم و سی ام و چہلم و برسی سالانہ منوصی حسب تجویز وصی و نائب وصی روپیہ سالانہ۔ برائے مصارف کربلائے دیانت الدولہ - چودہ سو روپیہ سالانہ۔

داراب علیخاں نے بعد تحریر وصیت نامہ سنہ ۱۹۱۸ء ہی میں انتقال کیا لاش کربلائے معلےٰ بھیجی گئی اور روضہ جناب عباس علیہ السلام کی ایک صحنچی میں دفن کی گئی - حاجی بشیر علیخاں کے انتقال پر خیری خبر متولی قرار پائے جو نواب ملکہ جہاں کے زرخرید حبشی غلام تھے اور موصوفہ ہی کے دامن دولت سے وابستہ تھے مگر انکی بد انتظامیوں اور بے عنوانیوں کی وجہ سے ان کی برخاستگی کے لیے دعویٰ دائر عدالت کیا گیا جس پر ۳۰ مئی سنہ ۲۳ء کو ایک نئی اسکیم برائے انتظام و انصرام وقف

واجد علی خان بحکم بابو شنکر دیال صاحب اڈیشنل ڈسٹرکٹ جج مرتب کی گئی جس کی رو سے قرار پایا کہ سات متولیان کا ایک بورڈ مرتب کیا جائے جس کے اراکین امامیہ مذہب کے پیرو ہونے کے علاوہ صفات امانت و دیانت و اہلیت سے متصف ہوں۔ امور وقف کے انتظام و انصرام کی پوری قابلیت رکھتے ہوں اور شہر لکھنؤ کے مستقل باشندے ہوں۔ اسی اسکیم کے ماتحت تشکیل دیا ہوا سات اصحاب کا ایک بورڈ وقف مارا ب علیخاں تیز کربلائے دیانت الدولہ کا انتظام کرتا ہے۔

اسمائے گرامی موجودہ اراکین بورڈ یہ ہیں

(۱) جناب تعشق مرزا صاحب ایڈوکیٹ صدر بورڈ (۲) جناب غلام حسنین صاحب ایڈوکیٹ۔

(۳) جناب خان بہادر مولوی مہدی حسین صاحب (۴) جناب مرزا عابد حسین صاحب ایڈوکیٹ۔

(۵) جناب شیدی امیر حسین صاحب جنکے والد بلال اور چچا ہلال تھے اور خود شروع میں سرکار ملکہ جہاں سے وابستہ تھے۔

(۶) جناب مولانا سید کلب حسین صاحب مجتہد (۷) جناب سید محمد نقی صاحب ایڈوکیٹ

اراکین نمبر (۶) و (۷) کو شیعہ وقف بورڈ نے نامزد کیا ہے مگر ممبران بورڈ نے اعتراض کیا ہے کہ یہ نامزدگی بیقاعدہ ہے معاملہ زیر غور ہے اس لیے یہ دونوں اسم ابھی مشکوک ہیں۔

کارہائے خیر کی مدیں جاڑوں میں کمبل تقسیم ہوتے ہیں۔ رانڈ بیواؤں کو گذارہ دیا جاتا ہے۔ غریب عزا کی تجہیز و تکفین اور نادار و لاچار شرفاء کی ناکتخدا لڑکیوں کی شادیاں بھی کرائی جاتی ہیں ایک مدرسہ کو امداد بھی دی جاتی ہے جو امامباڑہ ہی کی عمارت میں قائم ہے اسمیں دینیات کی تعلیم بھی ہوتی ہے

سپہر امامت کا چوتھا ستارہ
سید العابدین کا ہر فعل عبادت کی کسوٹی ہوتا ہے

(راغب ہلوری منیجر الواعظ)

رسول کی خلافت کے بعد مسند امامت کے چوتھے حقیقی جانشین رسول حضرت علی ابن الحسینؑ تھے جن کی ہر حرکت ونقل تعلیم واخلاق حلم وبردباری اپنے پیش روؤں سے ملتی جلتی تھی۔ آپ کی والدہ جناب شہر بانو دختر یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ شاہ ایران تھیں جو خلافت حضرت امیرؑ میں مدینہ آئیں جناب امیرؑ کی حکمت آمیز سعی سے آپ کا عقد حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوا۔

ولادت، حضرت علی علیہ السلام کی خلافت ظاہری کے زمانہ میں بطن جناب شہر بانو سے یہ مولود سعید پیدا ہوا جس سے تمام گھر منور ہوگیا بلکہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی ولادت کے وقت ایک نور عظیم پیدا ہوا جس سے تمام دُنیا روشن ہوگئی اور آپ جب شکم مادر سے فرش خاک پر تشریف لائے تو فوراً اپنے سر کو سجدۂ خالق میں جھکا کر بتایا کہ دنیا ناپائدار ہے پس لائق عبادت وہی واحد یکتا ہے جس نے سارے جہاں کو پیدا کیا۔

سید الساجدین:۔ امتیاز پسندوں نے محنت شاقہ کرکے نہ جانے کیسے کیسے القاب حاصل کیے اور دنیا نے اپنے قائدین ملت کو کہاں سے کہاں پہونچایا۔ کوئی قائد اعظم بن کر جذبۂ افتخار حاصل کرتا ہے اور کوئی پیر رسن وبرشتی کہلاتا ہے بہرحال یہ ناقص بندوں کے خطابات بھی ناقابل لحاظ اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ یہ رہتی دنیا تک بھی قائم نہیں رہتے بہر لیڈر ورہبر کے زمانہ میں یا اُسکے کچھ دنوں بعد تک یہ الفاظ اسکی سوانح حیات میں مستعمل ہوتے ہیں مگر اس کے بعد جب دُنیا کا ورق اُلٹتا ہے تو یہ الفاظ ہمیشہ کے لیے اسکا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ کیا کہنا ان نکوکار بندوں کا جنکی زندگی کے ہر کارنامہ کو پڑھکر ان کا القاب اور اسکے معنی دل ودماغ میں سرایت کرجاتے ہیں۔ تعجب ہے کہ آجتک ہزاروں عباد زمانہ گزرے مگر عبادت کی منزل میں کسی نے اپنا لقب ساجد یا عابد نہ قرار دیا علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اپنی گرانقدر تصنیف بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ میرے پدر عالیقدر جب پیدا ہوئے تو سجدۂ الٰہی میں سر جھکا دیا اور اپنی زندگی میں جب کوئی نعمت خداوندی دیکھتے سوچتے یاد کرتے سجدۂ الٰہی بجالاتے جب کوئی اندیشہ دفع ہوتا نیز فریقین میں صلح کراتے۔ ہر نماز کے بعد۔ غذا کے بعد صبح کو اُٹھکر ہمیشہ سجدہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر کہا کہ حضور آپ کے غلام آپس میں باتیں کرتے تھے کہ وہ اپنے مالک سے (یعنی آپ سے) نہیں ڈرتے ہیں کہ حضرت

مسکرائے اور خود ؟ سر سجدۂ خالق میں جھکا کر اس طرح دعا کی پالنے والے تیرا شکر گزار ہوں کہ تیرے بندے مجھ ایسے خادم سے نہیں ڈرتے ۔ شاید کثرت سجود ہی کی بنا پر ہر عضو سجدہ میں گھٹے پڑ گئے تھے جیسے آپ سال میں دو بار ترشواتے تھے یہ وہ کارنامے تھے جنکی بنا پر دنیا نے آپ کو سید الساجدین کہہ دیا۔

سید العابدین ۔ زمانہ کو حیرت تھی کہ حضرت علی ابن الحسین کے لیے سید العابدین یا زین العابدین کا معرکۃ الآرا لقب کیوں مخصوص کیا گیا چنانچہ علماء سیر نے کافی تلاش و تجسس کرنے کے بعد سر اطاعت خم کر دیا چنانچہ صاحب مطالب السئول علامہ محمد ابن طلحہ شافعی عالم اہلسنت نے اس لقب کے تحت ایک عجیب واقعہ سپرد قلم کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک بار شیطان اژدہا بن کر امام کے سامنے آیا جبکہ آپ نماز میں مشغول تھے ۔ پیر کے انگوٹھے کو اپنے دہن میں لے کر چبانے لگا مگر آپ میں کوئی تغیر نہ ہوا پھر اس نے اذیت پہونچائی لیکن استقلال و اخلاص امام نے ذرا بھی پرواہ نہ کی بلکہ اسی طرح اپنے خالق کی عبادت میں مصروف رہے عبادت کی یہ وہ اعلیٰ منزل تھی جو خالق کو پسند آئی اور ایک فلک شگاف آواز نے فضا میں دھوم مچائی انت زین العابدین ۔ دنیا کا یہ واحد واقعہ ہے جس نے ایک فرد صالح کو ترقی کی انتہائی منزل پر پہونچا دیا اور ایسے ہی لوگ امام ہوتے ہیں وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ہم نے جن و انس کو نہیں پیدا کیا مگر عبادت کے لیے ۔ علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۰ میں تحریر فرماتے ہیں روی جابر انہ قال لہ وھو صغیر رسول اللہ صلعم یسلم علیک فقیل لہ وکیف ذالک قال کنت جالساً عندہ والحسین فی حجرہ وھو یداعبہ فقال یا جابر یولد لہ مولود اسمہ علی اذا کان یوم القیامۃ نادی مناد لیقم سید العابدین فیقوم ولدہ ثم یولد لہ ولد اسمہ محمد فان ادرکتہ یا جابر فاقرئہ منی السلام ۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی صغر سنی میں جناب جابرؓ خبر دیتے ہیں کہ آپ کو آنحضرت نے سلام کہا ہے پوچھا کیونکر کہا کہ ایک مرتبہ میں خدمت جناب ختمی مرتبت میں بیٹھا تھا دیکھا کہ حضرت کی گود میں حسینؑ ہیں اور آپ ان سے کھیل رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ اے جابر ہمارے اس فرزند سے ایک فرزند علی پیدا ہوگا وہ ایسا ہوگا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو آواز پیدا ہوگی کہ کھڑے ہو جائیں سید العابدین پس وہ کھڑے ہو جائیں گے اور اے جابر اس سے ایک فرزند محمدؐ ہوگا جب اس سے ملنا تو میرا سلام کہدینا۔

جناب خضر کا سلام خانوادۂ نبوت پر :۔ ابراہیم ادہم بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مجھے حاجیوں کے ہمراہ سفر حج کا اتفاق ہوا ایک ہولناک جنگل میں پہونچکر چند خاص وجوہ سے قافلے سے علیحدہ ہو گیا ناگاہ اس صحرائے خاموش میں ایک بچہ کو دیکھا اس کا سن ۷ یا ۸ برس کا ہوگا مجھے کمال تعجب ہوا میں قریب گیا اور سلام کیا اس نے جواب سلام دیا میں نے پوچھا آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں قال اُرید بیت ربی اس نے کہا خانۂ خدا کی طرف میں نے کہا اے میرے حبیب نہ تو آپ پر حج واجب ہے اور نہ سنت

پھر کس لیے صعوبت سفر اٹھائی فقال یا شیخ ما رایت من هو اصغر سنا وقدمات فرمایا اے شیخ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بہت سے مجھ سے چھوٹے تھے اور انھیں موت آگئی فقلت این الزاد والراحلہ فقال زادی تقوی وراحلتی رجلای وقصدی مولای میں نے کہا آپ کے پاس زاد راہ اور سواری بھی ہے۔ فرمایا زاد راہ میرا تقوی ہے اور سواری میرے پاؤں ہیں اور مقصود میرا جانا طرف خالق کے ہے۔ میں نے کہا کچھ کھانے کی چیزیں تمھارے پاس نہیں دیکھتا ہوں۔ فرمایا اے شیخ کیا تو اس امر کو مرغوب سمجھتا ہے کہ کوئی تیری دعوت کرے اور تو اپنے ہمراہ کھانا لے کر اس کے یہاں جائے میں نے کہا یہ کون کرسکتا ہے ہرگز نہیں آپ نے فرمایا جس نے مجھے بلایا ہے وہی آب وطعام کا انتظام کرے گا جب میں نے یہ (تدبر آمیز اور ٹھوس استقلال کی) باتیں سنیں تو میرے ہوش جاتے رہے اور پھر اس طرح کہا کہ اچھا جلد چلو تاکہ قافلہ سے مل جائیں اور رستہ نہ بھولیں فقال علیہ السلام اما سمعت قولہ تعالیٰ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وان الله لمع المحسنین جواب دیا اسی پر ہے پہونچنا میرا منزل مقصود تک کیا ارشاد خداوندی نہیں سنا وہ لوگ جو ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم انھیں اپنی راہ بتا دیتے ہیں۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ناگاہ ایک خوبصورت جوان جو نورانی چہرہ رکھتا تھا اور سفید لباس زیب تن کیے ہوئے تھا اس طفل ہوشیار کے پاس آیا اور نہایت ہی ادب سے سلام کیا اور اس کے بعد معانقہ کیا جب وہ رخصت ہوا تو میں اس جوان کے پاس آیا اور کہا تم سے بحق اس خدا کے جس نے یہ نورانی صورت عطا کی ہے سوال کرتا ہوں بتاؤ یہ لڑکا جس پر تم نے سلام کیا کون ہے فقال اما تعرفه هذا علی بن الحسین اس جوان نے کہا تو نہیں جانتا یہ علی بن الحسین زین العابدین ہیں میں اس جوان کو چھوڑ کر سید سجادؑ کے پاس دوڑا ہوا آیا اور کہا قسم ہے آپ کو اپنے آبائے طاہرین کی ارشاد ہو کہ یہ جوان کون تھے حضرت نے فرمایا یہ بھائی خضر ہیں معمول ہے کہ ہر روز میرے پاس تشریف لاتے ہیں اور سلام کر جاتے ہیں (بحار)۔

الٰہی قوت کی کار فرمائی:۔ اقوال مورخین کی بنا پر واقعہ کربلا میں آپ کی عمر شریف ۲۲ یا ۲۷ سال کی تھی۔ ایسے بھرپور جوانی کے زمانہ میں ان ہولناک اور روح فرسا مظالم کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا قوت بشری سے بعید ہے صرف شخصی کارناموں کو دیکھ کر عقل انسانی متحیر ہوئے بغیر نہیں رہتی خیال کیجئے باپ کا سایہ سر سے اٹھتے ہی ماں بہنوں کے سروں کو برہنہ دیکھنا اور لٹے ہوئے قافلہ کی سارربانی کرتے ہوئے کوفہ وشام کے بازاروں میں استقلال کے ساتھ پہونچنا یہ صرف امام زین العابدینؑ کا کام تھا بڑھاپے میں مصائب وشدائد اگرچہ برداشت بھی ہو جاتے ہیں مگر جوانی میں ونیز اہم مصیبت کی منزلوں کو طے کرنا انتہائی مشکل تھا یہ قوت الٰہی کا کام تھا جس نے امام کو میدان صعوبت وآلام میں وہ امتیازی حیثیت بخشی جو رہتی دنیا

تک قائم رہے گی اور دنیا کے مفکرین ان واقعات کو دیکھکر محیر العقول کارناموں پر شتمل کرینگے۔ اتنے مظالم شہدیہ کے بعد جب مدینہ میں مقیم ہوئے تو ہمیشہ جلوت وخلوت میں رفتار و گفتار میں روتے ہی رہتے تھے اور زمانہ دراز تک گوشہ نشین رہے اور اکثر فرماتے تھے کہ بابا حسینؑ چچا عباسؑ اور برادر علی اکبر کے بعد دنیا میں زندہ رہنا پسند نہیں کرتا۔ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو خوف الٰہی سے گریہ کناں بعد نماز واقعہ کربلا کو یاد کر کے روزانہ روتے۔ ان دقیق اور نازک اوقات میں بھی تبلیغ حق سے باز نہ رہے آپ نے گوشہ نشینی میں اپنے خدا سے جو راز و نیاز کی باتیں فرمائیں وہ صحیفہ کاملہ کی صورت میں ایک بہترین کتاب ہے جو نادر دعاؤں اور دعیہ پر مشتمل ہے اور جسے پڑھکر ہر امیر و فقیر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہمارے قومی نوجوانوں کو یہ سن کر مسرت ہوگی کہ صحیفۂ کاملہ کا بہترین انگریزی ترجمہ بڑی آب و تاب سے مدرستہ الواعظین میں شائع کیا گیا ہے۔

معجزہ :۔ عین زمانہ حج میں امام علیہ السلام حج کرنے کے لیے تشریف لائے۔ عبدالملک ابن مروان کا دور تھا وہ بھی آیا جب مناسک حج سے فراغت حاصل ہوئی تو ابن مروان نے امام کو بلوایا آپ تشریف لائے کثیر افراد ہام تھا اس نے کہا ابن حسینؑ آپ میرے پاس آیا کیجیے تاکہ میں اخروی فوائد حاصل کروں اور مجھ سے دنیاوی فوائد حاصل کریں امام نے یہ سن کر اسے تعجب کی نگاہوں سے دیکھا کندھے سے چادر اٹھائی اور زمین پر بچھا کر کچھ سنگریزے ڈال دیے پھر دست مبارک بلند کر کے دعا مانگی ہنوز دعا کے لیے ہاتھ اٹھے ہی تھے کہ وہ سنگریزے درشاہوار سے مبدل ہو گئے عبدالملک کی آنکھیں درہائے شاہوار کو دیکھکر خیرہ ہوگئیں آپ نے فرمایا دیکھ جسے خداوند عالم نے یہ درجات دے رکھے ہوں اسے تیرے دنیاوی فوائد کی کیا حاجت یہ کہکر آپ پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

کیا کہنا ایسے نفوس مقدس کا۔ اس معجزہ کو پڑھ کر ایک عجیب راز کا انکشاف ہوتا ہے آخرت کے فوائد صرف محمدؐ و آل محمدؐ ہی سے حاصل کیے جا سکتے ہیں اور مروانی حکومت صرف دنیا حاصل کرنے کے لیے تھی۔ اس خاندان کا ہر حکمراں دنیا طلب۔ جاہ پرست اور آل محمدؐ کا دشمن تھا اسی بنا پر تو ہر ایک نے مختلف تدابیر سے خانوادہ نبوت کے افراد کو دار فانی سے موت کے گھاٹ تک پہونچایا۔

حقیر کا سلام :۔ سلام ہو اس پر جو علی بن الحسینؑ تھا۔

سلام ہو اس پر جس نے کوفہ و شام میں رسولزادیوں کے ساتھ حقیقی خدمت اسلام انجام دی۔

سلام ہو اس پر جو ہر لحظہ عبادت کا خواہاں تھا۔

سلام ہو اس پر جس نے مرتے دم تک الصلوٰۃ الصلوٰۃ الصلوٰۃ ورد کیا۔

سلام ہو اس پر جسے عبدالملک نے زہر دغا سے شہید کیا۔

قصیدہ رضویہ

از جناب علامہ سید محمد داؤد صاحب قبلہ زنگی پوری از ریاست رامپور

کعبۂ اہل ولا روضۂ دلجوئے رضا ‎ ‎ رہبر و راہِ رضا طالبِ مشکوئے رضا
غازۂ چہرۂ عرفانِ مزارِ رضوی ‎ ‎ سرمۂ چشمِ رضا خاک درِ کوئے رضا
سجدہ گاہِ ملکِ عرش بود خاک درش ‎ ‎ سر با فلاک زند گنبدِ مینوئے رضا
مرجع جن و بشر منزل سکانِ فلک ‎ ‎ چشم بر دوختہ ہر صاحبِ دل سوئے رضا

مطلع ثانی

پرتوِ حسن جمالِ ازلی روئے رضا ‎ ‎ مخبر خلد بریں نکہتِ گیسوئے رضا
چشمِ او ساغرِ پر نور رضائے احدی ‎ ‎ طاقِ محراب عبادت خمِ ابروئے رضا

مطلع ثالث

چہرہ اش آئینہ دار رخ و ابروئے رضا ‎ ‎ کاکلش نافہ کشِ رائحہ بوئے رضا
چشم و ابروئے رضا گونہ اشارت چو کند ‎ ‎ گردشِ چرخ شود تابع دلجوئے رضا
تشنۂ فیض کہ محروم ز ہر در گردید ‎ ‎ گرد سیراب بیک قطرۂ لبِ جوئے رضا
علم او چشمۂ از فیض علوم نبوی ‎ ‎ حافظِ دینِ نبی قول رضا خوئے رضا
طالب نقد ہدایت کہ رسیدہ بدرش ‎ ‎ باز گردید غنی از بر مشکوئے رضا
عقدۂ شرح کہ نکشود ز ارباب علوم ‎ ‎ وا بگردید بیک ناخن تدبیر رضا
وعدہ اش ہیچ گران قدر کہ کم قدری او ‎ ‎ سر نزد بر دو دیضیا و ز آہوئے رضا
ہر گلِ گلشنِ ایجاد شگفتہ ز ولا ‎ ‎ عطر آگیں چمن کون ز خوشبوئے رضا
اے خوشا بخت کہ شد طوس مزارِ مولا ‎ ‎ ضو فشاں شام و سحر اخترِ نیکوئے رضا
اے زہے بخت کہ لب شد مرا مدحِ رضا ‎ ‎ روز محشر نہ شود تشنہ ثنا گوئے رضا

یاوری کرد نہ تا حال اگر بخت کمال
پر امیدم کہ شود مدفنِ ما کوئے رضا

اشعار آبدار

(یہ وہ اشعار ہیں جو جناب قمر صاحب نے سرکار راجہ صاحب بہادر بالقابہ کے خیر مقدم میں پڑھے)

پھل نخل ریاضت کے وہ پائے ہیں قمر — اللہ نے اعزاز بڑھائے ہیں قمر
معصوموں سے خلعت زیارت پاکر — سرکار ابد قرار آئے ہیں قمر

دیگر

طاہر ہاتھوں کو دمبدم چومیں گے — بڑھ بڑھ کے جبیں بفخر ہم چومیں گے
بالیدہ ہیں قلب دست بوسی کیسی — ہم زائر شاہ کے قدم چومیں گے

دیگر

اے زائر شاہ تیری نیت کا ثواب — کم ملتا ہے ایسی قدر و قیمت کا ثواب
مداح کے بھیس میں قمر ہے سائل — کچھ اسکو بھی ہو عطا زیارت کا ثواب

دیگر

چشم پر شوق جس کی تھی مشتاق — شکر ہے اس کی دید ہم کو ہوئی
روز پیدائش امام[1] وہ آئے — عید بالائے عید ہم کو ہوئی

دیگر

دل کو وقف نگاہ محبوب بناؤں — آنکھوں کو فدائے راہ محبوب بناؤں
اجڑا ہوا گھر ہے میرا قلب مضطر — آج اسکو میں جلوہ گاہ محبوب بناؤں

دیگر

پورے سب کام حسب مطلوب ہوئے — زوار ائمہ ہدیٰ خوب ہوئے
یہ اور شرف انکا زیارت سے بڑھا — محبوب حبیب حق کے محبوب ہوئے

---

[1] حضرت امام زین العابدین علیہ السلام۔

حسب ذیل حضرات کے پتہ مطلوب ہیں

اگر آپ حضرات کے پتہ موصول ہوں گے تو الواعظ صحیح پتہ پر بھیجا جا سکے گا - ورنہ دفتر معذور ہے -

مینیجر

جناب سید عبدالحسین صاحب حیدرآباد سندھ

؍؍ ؍؍ مظفر عباس صاحب ٹین ٹکری پو ضلع سارن

۲۷۹۶ ؍؍ مولوی شریف حسین صاحب ہیڈ مولوی
مڈل انگلش اسکول اورئی مظفرپور

۲۸۰۴۷ ؍؍ مولانا سید ضمیر الحسن صاحب قبلہ جھنگ

۲۸۵۲ جناب عبدالحق صاحب ہیڈ بہاولپور

۲۸۶۴ ؍؍ سید محمد حامد صاحب نقوی عقب چوکی
پولیس محلہ انتا شاہجہانپور

۲۸۹۷ ؍؍ محمد زکی صاحب شہبانہ ملیڈنگ
موری دروازہ - دہلی

۲۹۵۱ ؍؍ پیرجی بلاغ الدین صاحب سب پوسٹ ماسٹر
ڈاکخانہ کچہری ضلع مانیدستھر

۲۹۶۴ ؍؍ سید لیاقت حسین صاحب کسولی

۲۹۶۷ ؍؍ سید انور حسین صاحب سادات منزل

نمبر ۱۱۵ بلتستانی محلہ - شملہ

۲۹۶۸ جناب حاجی الیاس حسن صاحب گرانڈ ہوٹل شملہ

۲۹۷۴ ؍؍ خان بہادر مرزا بدرالدین صاحب
سنجولی - شملہ

۲۹۸۵ ؍؍ سید محمد ابراہیم صاحب قصبۂ شاہ آباد
ضلع کرنال

۳۰۶۹ ؍؍ شیخ محمد علی صاحب اینڈ سنز مسلم کلاتھ
ہاؤس - امرت سر

۳۰۷۰ ؍؍ آباد حسین صاحب مسلم ریفرشمنٹ روم اسٹیشن امرتسر

۳۰۷۵ ؍؍ سید مہدی حسن صاحب پی انگلش مدرسہ والی گلی
ہاؤس نمبر ۹۷۷۶ دہلی

۳۰۸۴ ؍؍ نبی بخش خان صاحب عباسی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ خیرپور سندھ

۳۰۰۱ ؍؍ علیم خان اکبر خان صاحب تیرے والے -
جیت پور - کاٹھیاوار

اعلان داخلۂ طلاب مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

حسب قرارداد ذمہ داران مدرسۃ الواعظین اعلان کیا جاتا ہے کہ جو حضرات مدرسۃ الواعظین میں داخل ہونا چاہتے ہیں وہ اپنی درخواست مع سند صحت و تصدیق تعلیم و اخلاق مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے دفتر میں اس طرح روانہ فرمائیں کہ ۱۰ مئی تک موصول ہو جائے اس کے بعد جن حضرات کا امتحان داخلہ لیا جائے گا ان کو تاریخ امتحان سے مطلع کر دیا جائے گا درخواست دینے والے حضرات دستور العمل کی دفعہ ذیل کا لحاظ رکھ کر درخواست بھیجیں جو طالب داخل ہونا چاہیں ان کے لیے ان صفات سے متصف ہونا لازم ہے۔

وہ طالب علم مدارج علمیہ کو قابل اطمینان طریقہ سے طے کر چکا ہو قوت مطالعہ رکھتا ہو علم منطق کے ضروری مسائل سے اچھی طرح آگاہ ہو معانی بیان کی کتابیں پڑھ چکا ہو فلسفہ کی تعلیم پائی ہو ادب سے اس قدر جانتا ہو کہ دوسری زبانوں سے عربی میں ترجمہ کر سکے فقہ اور اصول کی مناسب استعداد حاصل ہو یا کسی عربی مدرسہ سے مثل مشارع الشرائع - سلطان المدارس - جامعہ جوادیہ بنارس کی اعلیٰ سند حاصل کر چکا ہو یا کسی یونیورسٹی کی سند کے ساتھ دینیات کی بھی تعلیم پائی ہو اور انگریزی میں کم از کم میٹرک کی سی لیاقت رکھتا ہو یا اس امر کا اطمینان پرنسپل کو دلا دے کہ وہ ایک سال کے اندر میٹرک کی قابلیت انگریزی میں پیدا کر لے گا۔

جن حضرات کو اسلامیات کے بہ نسبت دنیاوی صنعداری زیادہ محبوب ہو وہ حضرات درخواست کی زحمت نہ فرمائیں۔

خادم الطلاب عدیل اختر

جو آساں آج ہے وہ کل کہیں مشکل نہ بن جائے

چہاردہ معصومؑ کی سوانحعمریاں ۱۴ جلدیں

۱۔ خاتم الانبیا مجلد ۱۲/۱
۲۔ حضرت علیؑ ۱۲/۱
۳۔ سیدہ طاہرہؑ ۱۲/۱
۴۔ امام حسنؑ ۱۴/۱
۵۔ امام حسینؑ ۱۲/۱
۶۔ امام زین العابدینؑ ۱۲/۱
۷۔ امام محمد باقرؑ ۱۴/۱
۸۔ امام جعفر صادقؑ ۱۲/۱
۹۔ امام موسیٰ کاظمؑ ۱۲/۱
۱۰۔ امام علی رضاؑ ۱۲/۱
۱۱۔ امام محمد تقیؑ ۱۳/۱
۱۲۔ امام علی نقیؑ ۱۲/۱
۱۳۔ امام حسن عسکریؑ ۱۳/۱
۱۴۔ حالات حضرت حجۃؑ ۱۲/۱

مجلد ۱۴ جلدیں چودہ روپیہ تیرہ آنہ

تاریخ احمدی

مولفہ ... نواب صاحب ... مجلد ... چھ روپیے

ابوطالب حالات حضرت ابوطالب ایک روپیہ

اسوۃ الرسول جلد چہارم تین روپیہ

شہید حق پروفیسر نواب علی ایم اے ایک روپیہ آٹھ آنہ

حسینی دنیا دو روپیہ آٹھ آنہ

قرآن مجید مجلد مترجمہ مولانا فرمان علیؒ بیس روپیہ

حمائل شریف مترجمہ مولانا فرمان علیؒ مجلد دس روپیہ

قرآن مجید بغیر ترجمہ مجلد جلی قلم (پندرہ روپیہ)

تحفۃ العوام معتبر و مکمل دستخطی علماء مع اضافہ مجلد

وظائف الابرار کامل مجلد تین روپیہ آٹھ آنہ

تحفۂ احمدیہ حصہ سوم بارہ ماہ کے مکمل اعمال غیر مجلد

ذخیرہ مناقب مع ہفت بند ملا کاشی جلی قلم

مختار المسائل۔ تمام مسائل ضروری کی مکمل کتاب

ہفت سورہ ۵/ دعائے مشلول ۲/ حدیث کساء دو آنہ

استخارہ سجادیہ ... مجلد ... آٹھ آنہ

دعائے نور ... تین آنہ ... شیعہ بچوں کی نماز ... دو آنہ

کتب دینیات مولانا فرمان علیؒ دینیات کی پہلی کتاب چھ پیسہ

دینیات کی دوسری آٹھ آنہ تیسری کتاب ... بارہ آنہ

جناب سیدہؑ اور ان کی سادہ زندگی پروفیسر اکبر علی تین آنہ

راہ حق ... ۳/ اصول دین مولانا سبط حسن صاحب پانچ آنہ

روضۃ الصادقین مولانا ظفر مہدی صاحب (پورا ناول کاغذ عمدہ)

احقاق الاحقاق (ترجمہ احقاق الحق شہید ثالثؒ) ایک روپیہ

فلسفہ آل محمد علامہ ابن حسن جارچوی ... ایک روپیہ

مقدمہ فلسفہ آل محمد ... دو روپیہ

شرح نہج البلاغہ ۲۲ خطبوں کا ترجمہ و شرح مولانا ظفر مہدی

اسلام کا پہلا فلسفی ڈاکٹر مجتبیٰ حسن کامونپوری ۴/

آثار علمیہ علویہ مولانا سبط الحسن صاحب قبلہ تین آنہ

فلسفہ مذہب شیعہ مسیو ماربین جرمنی ... ۳/

قصائد چہاردہ معصومینؑ

دنیا کے مشہور شعراء کے دو سو قصائد کا مجموعہ ہے

عزاخانوں کی زینت

طغرے کتبے قطعات

آیات قرآنی و احادیث

۲۷ قسم کتبے ۵ رباعیاں

فی ۴ یکجائی ۳۲ کا سٹ ۶/

مرثیے

شاہکار انیس للعہ

مراثی نفیس ۱۲/۱

مراثی رشید ... ۱۲/۱

مراثی وقار زید پوری ۱۲/۱

مراثی وحید ... ۱/

مراثی زائر سیتاپوری ۲ جلد ۱/

مرثیہ جبیر صاحب حال کا ۱۲/۱

سوز خوانی کے مرثیے ۲/ فی

نوحے

فریاد مولانا سبط حسن صاحب قبلہ ۸/

اشارات غم نجم آفندی سوم ۸/

تصویرات غم ۸/

آیات ماتم ۱۲/

حقائق غم زائر سیتاپوری ۴/

ماتمکدہ زائر سیتاپوری ۴/

جناب فضل لکھنوی موج فرات اول دوم سوم ... تین روپیہ — صبح عاشور ۶/ گلہائے تابوت ۸/

حیات ماتم ۸/ چراغ عزت ۸/ کائنات غم ... ۸/ — وقار غم ۸/ ماتمی بیگی ۷/ رزم شہادت ۶/

تجلیات کربلا ... بیگم صاحبہ فضل لکھنوی ... ۸/ — فغان فریادی ۸/ زنجیر ماتم ۲/ دفتر ماتم ۱/

حدیث خوانی کی کتابیں مفتاح البیان حصہ دوم ۶/ ریاض المصائب ۱۲/ خروج مختار ۱۲/ فہرست کربلا
مفتاح البیان حصہ سوم ۱۲/ ریاض المجالس ۱۲/ گنجینۂ مصائب ۱۲/

خاک شفا کے عریضے فی صد ۱۲/ **مدرسۃ الواعظین** اور **امامیہ مشن** کے کتب و رسالے بھی طلب کر سکتے ہیں

نظامی جنتری سنہ ۱۹۴۱ء ۸/ سنہ ۱۹۴۲ء ۸/ سنہ ۱۹۴۷ء ۸/ سنہ ۱۹۴۸ء آٹھ آنے

تعویذات حمائل تعویذی ۱۲/ تعویذ ام الصبیان ۱/ حرز جواد چھ پیسہ ہفت ہیکل ۱/
دعا سیفی ۱/ حرز ابی دجانہ ۱/ بازو بند جناب امیرؑ ۱/ دعا جوشن کبیر صغیر ۲/
حرز امیر المومنین ... ۱/

ملنے کا پتہ: نظامی پریس لکھنؤ آہنی پھاٹک لکھنؤ

مرگ شباب

مولانا سید ظہیر حسن صاحب واعظ باروی مدرسۃ الواعظین کے ایک پرجوش واعظ تھے جن کی تبلیغ سے ضلع آگرہ اور مظفر نگر اور پنجاب وغیرہ اچھی طرح واقف ہے موصوف کو امسال لکھنؤ میں عشرہ ہوا اور محرم کے بعد وطن تشریف لے گئے وہاں بخار اور پھیپھڑوں کی کمزوری میں مبتلا ہو گئے اور کئی مہینہ بیمار رہ کر ۱۴ مارچ کو انتقال فرمایا، موصوف کی موت ایک قومی حادثہ اور مدرسۃ الواعظین کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ قابلیت علمی کے علاوہ زہد و ورع کے لحاظ سے بھی آپ کی ذات ممتاز تھی، عام مومنین اور موصوف کے شناسا طبقۂ اہل ایمان سے امید ہے کہ سورۂ فاتحہ سے روح کو شاد فرمائیں۔

ادارۂ الواعظ مرحوم کے قلمی خدمات کا خصوصیت سے ممنون ہے نیز توسیع اشاعت میں ممدوح نے وقتاً فوقتاً جو توجہ فرمائی وہ بھی کارکنان دفتر فراموش نہیں کر سکتے افسوس ہے کہ ہمارا ایک تابندہ چراغ قبل از وقت گل ہو گیا۔

مرحوم کے اعزاز میں مدرسہ نے ۹ اپریل یکشنبہ کے دن ایک مجلس منعقد کی جسمیں طلبہ اہل شہر شعراء اور علماء کرام تشریف رکھتے تھے ایصال ثواب کے لئے پہلے قرآن خوانی ہوئی پھر مرحوم کے ذاتی اوصاف اور علمی کمالات بیان کیے گئے خداوند عالم مرحوم کے درجات بلند کرے اور صغیر السن بچوں کو طول عمر عطا فرما کر مرحوم کا صحیح قائم مقام قرار دے مرحوم کے پسماندگان سے مدرسہ کو اس صدمہ میں ہمدردی ہے۔

سیرتِ نبی کا جوہر

از جناب ولی کمال خاں صاحب عارف ادیب ایم اے ریسرچ فیلو، لکھنؤ یونیورسٹی

سچائی کے حامیوں میں، انبیاء کا جو مقام ہے، رشیوں کا جو درجہ ہے، وہ سب پر روشن ہو چکا ہے۔ ان کی زندگی سچائی اور عمل پاک کے لئے وقف ہو چکی تھی، اس راہ میں وہ ٢معاصب برداشت کرتے اور حق کی وصیت کرتے رہے، رفتہ رفتہ وہ اپنے مقصود کی طرف کامیاب حوصلوں کے ساتھ بڑھے اور باطل قوتوں پر غلبہ پانے کی کوشش کرتے رہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو قارون اور فرعون کی قوتوں پر بھی غلبہ حاصل ہوا۔ یہاں تک کہ عہد محمد مصطفےٰ میں اللہ کی شریعت غالب آگئی۔ اس طویل تاریخ پر نظر کرو تو معلوم ہوگا کہ اللہ کی راہ میں چار عناصر بہت اہمیت رکھتے ہیں (١) ایمان (٢) عمل صالح (٣) توصیۂ حق (٤) توصیۂ صبر۔ کامیابی کا راز یہی ہے کہ آدمیت ان باتوں کو قبول کرلے

حضرت رسول کریم کی زندگی ایمان سے معمور تھی۔ وہ اللہ اور آخرت پر گہرا عقیدہ رکھتے تھے اس دنیا کی تمام قدروں ([illegible]) کو وہ آخرت کے معیار سے جانچتے تھے اور پرکھتے تھے ان کی زندگی ایمان کا پہاڑ معلوم ہوتی تھی جہاں سے عرش عظیم کی جھلکیاں دیکھی جا سکتی تھیں وہ گہرا یقین رکھتے تھے کہ یہ زندگی ختم ہو جائے گی اور آخرت میں اللہ کے روبرو جواب دینا ہے توحید ان کی نگاہ میں زندگی اور کائنات کی پہلی اور آخری سچائی تھی، اس سچائی کو غالب کرنے کے لئے وہ عمل کے میدان میں آگئے اور اپنے پاک اعمال سے بتایا کہ وہ صادق اور پاکباز ہیں۔ انھوں نے زندگی کو اپنے اعمال سے ایک نئے رنگ میں آراستہ کیا، راہ میں دشواریاں تھیں، حق کی اشاعت کے لئے صبر کرتے رہے یہاں تک کہ کامیاب ہو گئے اور ایک نئی سوسائٹی ظہور میں آگئی اس سوسائٹی کا مرکزی پیام، یہی توحید تھی جو قرآن میں چاند اور سورج سے کہیں زیادہ روشن ہے۔

قرآن حکیم نے سورہ والعصر میں، عصر و زمان کی قسم کھائی ہے کہ کل انسان خسارہ میں ہیں سوائے ان لوگوں کے، جو ایمان لائے اور اعمال صالح کئے اور حق کی اشاعت کی جیسے کوئی وصیت کرے اور راہ حق میں صبر کرتے رہے۔ کل انبیاء علیہم السلام کی زندگی کا جوہر اس قرآنی سورۃ میں بند ہے اور اس جوہر کی بہترین تاریخی تابندگی حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلعم

کی زندگی میں نمایاں ہے ان کا ایمان اس درجہ محکم تھا کہ وہ اپنی ذات سے پہاڑ بن گئے، کوئی لالچ اور خوف ان کو ہلا نہ سکا، وہ نیک اعمال کا ایک ایسا نمونہ تھے جن کی کوئی نظیر نہیں۔

تاریخی روشنی میں حضرت محمد مصطفیٰ کی زندگی کا ایک ایک خال و خط جس خوبصورتی سے نمایاں ہے، اُس کی کوئی دوسری مثال ملتی ہی نہیں۔ صبح سے شام تک، شام سے صبح تک حضرت محمدؐ کیا کرتے تھے، اور ان کے اعمال کے مشاغل کیا تھے؟ اور ان کے طرزِ زندگی کے ضابطے کیا تھے ان سب سوالوں کے جوابات آپ کو محمدؐ کے تاریخی دفاتر میں مل جاتے ہیں یہ دفاتر احادیث اور روایات کا وہ سرمایہ ہے جو رسولِ کریم کی وفات کے کئی قرنوں بعد فراہم ہو سکا ہے عام طور پر بنی امیہ اور بنی عباس کے دامنِ حکومت میں فراہم ہونے والے سرمایہ کی طرف عام مسلمانوں کی نگاہیں اٹھتی رہیں چنانچہ حضرت امام مالک کی موطا سے لیکر بخاری اور مسلم ترمذی اور ابوداؤد و نسائی تک جو سرمایہ جمع ہوا وہ عام مسلمانوں کے لئے ایک قطعی معیار بن گیا۔ میں مسلمانوں کو مشورہ دوں گا کہ وہ اس سرمایہ کے پہلو بہ پہلو احادیث کے اس سرمایہ کی طرف بھی متوجہ ہوں جو محبانِ علیؑ کے دامن میں فراہم کیا گیا۔

میری مراد اصول کافی کلینی اور بحار الانوار وغیرہ سے ہے حضرت رسولِ کریم کی زندگی کی کوئی تصویر مکمل ہو ہی نہیں سکتی اگر دونوں سرمایوں پر تاریخی اور تحقیقی بے تعلقی کے ساتھ خلوص کی نگاہوں نے اپنی جانفشانی کی با ضابطہ منزلیں طے نہیں کر لیں ہیں۔

اہلِ سنت کے احادیث کا سرمایہ آپ کو اس مقام پر کھڑا کر دیتا ہے کہ حضرت نبی کریم کے بعد ان کی زندگی کے آئین کے ناشروں نے حکومت کو اپنی زندگی کا مقصود بنا لیا چنانچہ سیاسیات میں الجھے اور اسلامی معاشرت پر امیر معاویہ کے زمانہ سے اسلامی آئین کا غلبہ ایک حد تک اٹھ گیا اس کے برخلاف محبانِ علی کے دامن میں فراہم ہونے والا سرمایہ یہ بتاتا ہے کہ حضرت رسولِ کریم کی زندگی کے بعد اُن کے حقیقی نام لیوا آخرت ہی کو زندگی کی آخری منزل سمجھتے رہے اور دنیا میں اہلِ ایمان اور اہلِ نفاق سے برتنے کا ایک اسلوب سکھا گئے اس طرح ذہن پر رسولِ کریم کی زندگی کا مقصد واضح نہیں ہوتا جب خوب گہرے جاؤ تو معلوم ہو گا اسلام کا مزاج اخلاقی اور روحانی ہے وہ آخرت کا حامی ہے، مادی زندگی کو آخرت کے معیار سے سنوارنا چاہتا ہے حکومت اس کی نظر میں نیک اعمال کا ایک ثمر ہے۔ لیکن حکومت عینِ منزل نہیں ہے جنھوں نے اس کو منزل سمجھا، وہ آخرت تک کامیاب نہ ہو سکے اس دنیا میں جو ناکامیاب ہے ضروری نہیں کہ وہ آخرت میں بھی ناکام ہو بہت ممکن ہے کہ اس عالم کی ناکامی آخرت کے لئے دلیل صادق بن جائے۔

چنانچہ علی کے جانشینوں کی زندگی اس امر کو خوب نمایاں کرتی ہے کہ آخرت کے مسافر اس دنیا کو عارضی جائے قیام سے زیادہ بگ نہیں دیتے حضرات حسن و حسین اور حضرت زین العابدین کی پاک زندگی ہی حقیقت کو روشن کرتی ہے ۔

حضرت محمد کی مقدس زندگی کو سمجھنے میں جو غلط فہمیاں ہوئی ہیں اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ ہم مسلمانوں نے ان کے وارثوں کو جس رنگ میں پیش کیا وہ اہل علم میں غلط فہمی ہی پیدا کر سکتا تھا ۔ مثلاً ہم مسلمانوں نے صحابی کا مفہوم یہ قرار دیا کہ رسول کی صحبت میں بیٹھنے والا صحابی ہے ۔ اور ہر صحابیؓ واجب تعظیم قرار دیا گیا اس طرح ابو سفیان اور امیر معاویہ بھی رسول کے صحابی قرار پائے ان کی جنگ حضرت علی سے اسلامی جنگ قرار دی گئی ۔

ان کی داغ دار زندگی کو جھوٹی اسلامیت کے نام سے پوشیدہ کر دیا گیا ۔ حالانکہ حضرت عائشہ کی وفات کا موجب امیر معاویہ ہیں حضرت علی کی شہادت کی تحریک امیر معاویہ سے ہوئی امام حسن کو زہر امیر معاویہ نے دلوایا معاہدے کے خلاف یزید کو وارث بنایا سب علیؑ کو داخل عبادت کر دیا ۔ جب یورپ اور امریکہ کے مشکوک مورخ رسول کے صحابیوں کو جنگ آزمائی اور خاندانی خود غرضیوں میں مبتلا دیکھتے ہیں تو ان کا شک یقین کی صورت اختیار کر لیتا ہے ۔ ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ اسلام کی تعلیم سیاسی تحریک تھی جو اللہ کا نام لے کر غالب آگئی ورنہ وہ کوئی روحانی پیام لیکر نہیں ۔

جب رسول کریمؐ کے حضرت علی اور ان کے جانشینوں کی پاک زندگی پر نظر کرتے ہیں تو اسلام کی باطنی خوبیاں اور زیادہ نمایاں ہونے لگتی ہیں ۔ ہم کو یہ تعلیم ملتی ہے کہ حق مجھ والی قوت اور رہنے والی سچائی ہے تقریباً ان تاریخی واقعات سے حق کی اہمیت روشن ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ ۹۲ برس تک حضرت علیؑ پر سب و شتم کے بعد بھی، علیؑ کا چہرہ روشن ہے اور آل ابو سفیان کا رو سیاہ و تیرہ و تار ۔

ہم میں یقین کا تاریخی وزن پیدا ہوتا ہے کہ بے شک کل انسان خسارہ میں ہیں سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے اور حق کی اشاعت کی راہ حق میں مصائب برداشت کئے ہر ایمان کے لئے مصائب کی آزمائش ہوتی ہے کوئی نہیں جو اس سے بچ سکے ۔ رسول بھی اس راہ میں آزمائے گئے اور جب وہ خالص ایمان والے قرار پائے تو ان کو غلبہ عطا کیا گیا ۔

اسی کی طرف قرآن میں بار بار اشارہ ہے کہ تم ہی غالب ہو کے رہو گے اگر مومنین میں سے ہو۔ ایمان کی دولت بڑی ہے جو قوم اس دولت سے معمور ہے اس کا غلبہ یقینی ہے، بہترین غلبہ وہ ہے جو اخلاقی اور روحانی بنیادوں پر ہو، حضرت رسول کریم کا غلبہ اخلاقی اور روحانی تھا۔

ان کی سیرت کا مزاج بھی اخلاقی ہے۔ اور اخلاقی سے کئی ہزار گنا روحانی۔ اسی لئے اسلام نے زندگی کی اخلاقی اور روحانی قدروں پر توجہ زیادہ کی۔ جو حضرات مسلمانوں کی سیاسی فتح مندیوں پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ وہ رسول کی سیرت کو سمجھ نہیں سکے ورنہ وہ کچھ اور ہی کہتے ہوتے۔

غلط راہوں پر چلنے کے غلط نتائج نکلنا ایک ضروری منطقی عمل ہے عام طور پر مسلمان حکومت قومی کی عدم موجودگی میں اسلام کی بقا سے مایوس ہو جایا کئے ہیں یہ وہ لوگ تھے جن کو دنیا عزیز تھی اور دنیا کو دین کے ماتحت نہ کر سکے تھے لیکن اہل بیت اور خاندان رسالت کے دامن میں قرآن اور محمدؐ کی تشریح کرنے سے، اسلام کی حقیقی روح فہم ہو سکتی ہے وہ روح یہ ہے :۔

(۱) شک اور سچائی سے انکار، موت کا سبب ہے، ایمان سے زندگی ہے زندگی آخرت کے لئے ہے کیونکہ تخلیق کا منشا یہی ہے جو اس منشاء کو پورا نہیں کرتا وہ ہلاکت کے سامان مہیا کرتا ہے۔

(۲) ولادت سے لحد تک، جو وقفہ ہے وہ آخرت کا کشت زار ہے ہماری جوانی کی ارادی قوت اس کھیتی کے ہرا کرنے میں بڑی مددگار ہو سکتی ہے انسانی ارادہ پر رب کا غلبہ بہر حال میں ہے اس لئے ارادہ و عزائم ٹوٹ بھی سکتے ہیں تاہم نجات ایمان سے ممکن ہے ایمان اس نور کا جو ہماری تخلیق میں فطرت بن کے مضمر ہے۔ اس نور کا لامحدود روپ خدا ہے اور محدود روپ رسالت۔ رسالت شان بندگی ہے اور اسی لئے عبدیت سے باہر نہیں ہو سکتی ہے نور کی عبدیت کا سلسلہ دراز ہے وہ حضرت آدم سے محمدؐ تک کئی لاکھ شکلوں میں ظاہر ہوا ہے۔

محمدؐ اس نور کا بہترین مظہر ہیں اس نور کے حامل حضرت علیؑ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ بھی تھے تاریخی روشنی میں وہاں کوئی داغ بالکل نہیں۔

حضرت محمدؐ ایک ایسا تاریخی نور ہیں جن سے صد ہا انسانوں نے خود ان کی زندگی میں فیض اٹھایا اور روشنی بن گئے وہ اپنی اپنی صلاحیت اور ظرف کے مطابق نیکی اور عمل کی طرف بڑھتے رہے ان کو ہم اور شش یعنی کرئی ذیل ([illegible]) تو مان نہیں سکتے لیکن ان کے صفات کی قدر دانی کر سکتے ہیں کیونکہ ان میں صد ہا ایسی خوبیاں تھیں جو آجکل بہتر سے بہتر لوگوں

میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ حضرات علی حسن اور حسین کی ذات میں آ درفں ا   ئمہ علہ و) بن گئی۔ وہ آئیڈیل کی ایک عملی صورت ہے اسی لئے ان کا درجہ کل نیض یافتگان رسول سے قطعی طور پر طبند ہے۔ وہ حضرات سورۂ والعصر کی تشریح کرتے تھے زبان سے نہیں اپنے عمل سے۔ وہ بولتے ہوئے قرآن تھے ان کی زندگی سے حضرت رسول کریم کی اخلاقی اور روحانی خوبیاں اور زیادہ نمایاں ہوجاتی ہیں۔ ضرورت ہے کہ ایک ایسا دینی سماج قائم ہو جو رسول کریم کی تعلیم کو تاریخی روشنی میں جانچے۔ علیؑ اور آل علیؑ کے دامن میں ان تمام اقوال اور اعمال کا جائزہ لے جو حضرت نبی کریم سے متعلق سمجھے جاتے ہیں اسلام کے اندرونی اختلافات کو تاریخ کی روشنی میں دور کرے جو حضرات اس خیال سے مخلصانہ دلچسپی رکھتے ہوں وہ پتہ ذیل پر اپنی رائے سے مجھے آگاہی بخشیں۔ میں ان کے خیالات و افکار کو پوری ہمدردی سے سننے اور پرکھنے کے لئے تیار رہوں

نیازمند

ولی کمال خاں ایم اے ریسرچ فیلو
کمال نرسری ملیح آباد لکھنؤ

حوائج الآخرۃ

مدرسہ کے ایک محترم و مقتدر سرپرست نے اپنی علم نوازی سے حکم دیا تھا کہ الواعظ میں کچھ مختصر دعائیں بھی شائع ہوتی رہیں ناچیز مدیر نے امتثالاً اس کی تعمیل کی اور سال گذشتہ کے نمبروں میں اس برکت آفریں سلسلہ کو جاری رکھا اور مجھے علم ہے کہ قارئین الواعظ نے اس اقدام کو بڑے استحسان کی نگاہ سے دیکھا اور بعض ادعیہ نے بعض لا علاج مریضوں کو شفاء کامل عطا فرمائی محرم نمبر اور اربعین کے پرچے، پھر رسول نمبر نے اس سلسلہ کو روک دیا تھا جس کا ہم کو دلی افسوس ہے لہٰذا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع کا احیاء اس طرح کیا جائے کہ صرف وہ دعائیں ضیافت طبع کے لئے درج ہوں جنکو علمائے سلف سے آجتک کسی نے یکجا نہیں کیا تاکہ الواعظ کا معیار صحافت بھی بلند ہو اور قوم کو لازوال فائدہ پہونچے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سی دعائیں ہیں جو مدون نہیں ہوئیں ادعیہ سرقدسیہ، صحیفہ علویہ و صحیفہ ثانیہ سب کچھ موجود ہے اسلاف نے کیا چھوڑا ہے جس پر عصر حاضر کے لوگ قلم اٹھائیں ابھی بہت کچھ باقی ہے اگر انسان خدمت دین کرتا رہے تو وسعت مطالعہ اس کو نئی نئی عزلتوں کے

سکے احساس پر دعوت دی گئی ہم دیکھتے ہیں کہ دین میں اضمحلال اور جذبۂ مذہب کے رفتہ رفتہ فنا ہونے کے بعد بھی مذہبیات کی طرف قوم کا میلان طبع باقی ہے شیعی دنیا کے طول و عرض میں سفر کرنے سے یہ حقیقت بے نقاب ہوتی ہے کہ قوم کے افراد اہل علم سے زیادہ تر روزگار میں ترقی کے لئے دعا طلب کرتے ہیں یا ماورموسیٰ کا نام پوچھتے ہیں کہ بند خزانوں کے در کھل جائیں اور نوجوان حب کے عمل دریافت کرتے ہیں کبھی مقدمہ میں کامیابی کے لئے تعویذ مانگتے ہیں مرض سے صحت اور اولاد حاصل کرنے کے لئے بھی طالب دعا ہوتے ہیں مگر میں نے پچاس سال سے کچھ اوپر عمر ہونے کے بعد ایک بھی ایسا شخص نہ پایا جس نے پوچھا ہو کہ ہم کو ایسی دعا چاہئے جس سے خاتمہ بخیر ہو جائے جان کنی کی تکلیف آسان ہو، قبر کی تاریکی میں مدد ملے وہ زمانہ گیا جب اہل علم کے پاس مسائل آتے تھے ان کے سامنے اپنی علمی ضرورتوں کو استفتا کے نام سے پیش کرتے تھے فتوے حاصل کرتے تھے اب اگر کوئی پوچھتا ہے تو وہ کھلی چٹھی، کسی روزنامہ اخبار میں شائع کرکے.

ضرورت ہے کہ اس مادیت کے دور میں جو کچھ کہنا ہے ہم خود کہیں شاید کوئی سننے والا ہو ممکن ہے کہیں عمل ہو جائے ہو سکتا ہے کہ کسی کو فائدہ پہونچے لہذا میرا دل چاہتا ہے کہ کتب دعا میں اکابر علماء شیعہ کی تالیفات سامنے رکھکر صرف ان دعاؤں کو جمع کروں جو ہماری ثانوی حیات سے تعلق رکھتے ہیں. طالبان آخرت کے لئے امید ہے کہ انشاءاللہ یہ ذخیرہ اکسیر ثابت ہوگا اور خدا نے توفیق دی تو حسب ذیل دعائیں سلسلہ وار جمع کرنے کا ارادہ ہے.

(۱) ایمان میں کمال اور خاتمہ بخیر ہونے کی دعائیں (۲) فتنۂ دجال سے تحفظ کے لئے معصوم کی تعلیم کی ہوئی دعائیں (۳) سکرات میں تخفیف کیونکر ہو (۴) ملک الموت سے سفارش (۵) نکرین کی آمد پر میت کا سوال و جواب میں کامیاب ہونا (۶) فشار قبر (۷) عذاب قبر (۸) قبر میں روشنی (۹) جسم میت کا کیڑے پڑنے سے محفوظ رہنا (۱۰) ائمہ معصومین کے ساتھ حشر (۱۱) سواری پر میدان حشر میں آنا (۱۲) بروز قیامت چہرہ پر آثار اطمینان (۱۳) نامۂ عمل (۱۴) حساب (۱۵) صراط (۱۶) میزان (۱۷) تشنگی محشر سے بچت (۱۸) میدان حشر میں دسترخوان (۱۹) سند نجات کی حصولیابی (۲۰) شفاعت کی حیثیت حاصل کرنا.

میرا دعویٰ یہ نہیں ہے کہ ہر عنوان کا استیعاب ہوگا صرف ایک خاکہ پیش کرنا اور ان دعاؤں کو نقل کرنا ہے۔ جو خود ساختہ آداب دعا مثلاً ترک حیوانات اور چلہ کشی کی قید و بند سے آزاد ہوں تقویٰ اور اعتقا[redacted]کامل کی بس ضرورت ہے.

خاتمہ بخیر ہونا ایک مومن کے لئے سب سے بڑی فرحت اس بات کی ہے کہ اس کا انجام بخیر ہو آغاز کا دائرہ ایمان میں ہونا نجات کے لئے کافی نہیں ہے جبتک زندگی کی آخری گھڑی میں وہ مومن رہ کر دنیا سے نہ اٹھے شیطان کی ابتدا کسقدر امید افزا اور محیر العقول تھی مگر مآل بخیر نہونے سے ساری عمر کی عبادت اکارت ہوگئی ضمنی حیثیت سے بکثرت دعاؤں میں خاتمہ بخیر ہونے کی دعائیں ہیں صحیفۂ کاملہ میں اس مقصد کے لئے علٰحدہ ایک دعا ہے جو اس سلسلہ کی پہلی دعا ہے جسکو عبادت کے شوقین اصحاب پڑھ سکتے ہیں اس تالیف میں ہم بعض دعاؤں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

(۱) دعائے صباح جو امیر المومنین کا کلام ہے اور اس کی ابتدا اس فقرے سے ہے :-
یَامَنْ دَلَعَ لِسَانَ الصَّبَاحِ بِنُطْقِ تَبَلُّجِهٖ اس دعا کے اسناد میں آپ کو ملے گا کہ جو شخص روزانہ صبح کو یہ دعا پڑھتا ہے وہ دنیا سے باایمان جائے گا۔ دعا تحفۂ احمدیہ اور دیگر کتابوں میں موجود ہے بخوف طول نقل نہیں کی۔

(۲) جو شخص سورۂ حاقہ روزانہ پڑھا کرے تو اس کا ایمان مرتے وقت تک نہیں جاتا یہ سورہ بہت طولانی نہیں ہے انتیسویں پارہ میں ہے اور تقریباً (۵۲) آیتوں پر مشتمل ہے یہ سورہ حضرت امیر المومنین اور حاکم شام معاویہ کے بارے میں نازل ہوا ہے۔

(۳) محمد بن سلیمان دیلمی نے خدمت امام جعفر صادق علیہ السلام میں عرض کیا کہ مجھے ایسی کوئی دعا تعلیم کیجئے کہ جب میں اسکو پڑھوں تو ایمان میرا کامل ہو جائے اور (قوت ایمان) مجھسے زائل نہو حضرت نے فرمایا کہ بعد ہر نماز واجب کے یہ دعا پڑھو۔

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِالْقُرْاٰنِ كِتَابًا وَبِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَبِعَلِيٍّ وَلِيًّا وَاِمَامًا وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَمُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَعَلِيِّ بْنِ مُوْسٰى وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَعَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَالْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ صَلَوٰتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَئِمَّةً اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ رَضِيْتُ بِهِمْ اَئِمَّةً فَارْضَنِيْ لَهُمْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ

ازواج نبیؐ

مؤلفہ

آغا مہدی لکھنوی

مدیر الواعظ

مطبوعہ الواعظ صفدر پریس لکھنؤ

قیمت ۳؍ علاوہ محصول ڈاک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبب تالیف

۲؍جون سنہ ۸۰ء کو فخر ملت حاجی وزائرِ جناب محمد جعفر صاحب شریف دیوجی دام اقبالہٗ نے ممباسہ دملک افریقا سے بعض ازواج نبی کے نام لیکر استفتا کیا تھا کہ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ کیوں نکاح کیا ممدوح کی ذات والاصفات سے قوم میں کون نہیں واقف، میری نظر میں اس استفتا کا مناس احترام اور اقادی حیثیت تھی اس لئے قلم اٹھایا اور بعض علل واسباب عقلی ونقلی حوالہ قلم کئے اور ممدوح کو جواب سے مطلع کیا۔

اس کے ساتھ مجھے محسوس ہوا کہ اس وقت جو کچھ لکھا تھا وہ تشنۂ تفصیل ہے لہذا سوال کی اہمیت مقتضی ہوئی کہ مسئلہ کے ہر پہلو پر تبصرہ ہو اور سلسلہ کلام میں اور ردِ انداج، امہات ائمہ، سورہ تحریم کے حقائق بھی اسلام کی معتبر کتابوں سے منظر عام پر آجائیں

مقصد نیک تھا تو خدا نے توفیق شامل حال فرمائی اور میں نے حتی الوسع مکمل بحث کے بعد قلم روکا یہ ملحوظ خاطر رہے کہ جو کچھ میں نے نذر قرطاس کیا ہے وہ سب حاجی صاحب کی مبارک تحریک کا اثر ہے اور حدیث معصوم الدال کفاعلہ نے خدمت دین کے اجر وثواب کا رخ محرک کی طرف پھیر دیا ہے بیشک جو کسی امر خیر کی طرف دعوت دینے والا ہوتا ہے وہ نگاہ قدرت میں مثل کام کرنے والے کے مستحق جزا ہے اللّٰھم تقبل منّا انک انت السمیع العلیم۔

مؤلف

آغا مہدی لکھنوی (فقیر باب اہلبیت)

ما قولکم مد ظلکم

جناب ختمی مرتبت صلعم نے ام المومنین بی بی عائشہ اور حفصہ کے ساتھ کیوں شادی کی حالانکہ ان سے بخوبی واقف تھے ازدواج کا معاملہ معمولی نہیں ہے بعد تفحص کے طے پاتا ہے معمولی شخص بھی بعد واقفیت ایسے نکاح کرنے کو پسند نہیں کرتا چہ جائیکہ رسول، اس میں کونسی مصلحت تھی جو قابل قبول عوام بھی ہو اور مسکت جواب بھی ہو میں نے چند علماء سے اسے دریافت کیا جواب نہ پایا آپ ضرور ارشاد فرمائیں والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

حررہ احقر

محمد جعفر شریف دیوجی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب باللہ التوفیق

ازدواج نبی کے موضوع پر قلم فرسائی مختلف لوگ کر چکے ہیں مگر اسوقت تک کوئی ایسی حقیقت دنیا کے سامنے نہیں آئی جو علوم اہلبیت کی علمبردار اور حق و انصاف کی حمایت کرے اس بحث میں کسی نے اکثریت میں جذب ہوکر جسکو تنا و صفت کا حق نہ تھا اسکی تعریف کے پل باندھ دیے کوئی مخالفین کی کورانہ تقلید میں صاحب فضل و شرف خواتین کے بھی دامن پر دھبہ لگانے کو تیار ہو گیا افراط و تفریط کے جذر و مد کو دیکھکر عرصہ سے میرا خیال تھا کہ اس وادی میں قدم رکھوں اور مسئلہ کو یوں طے کردوں کہ دیگر انبیاء و مرسلین کے ازدواج کے بارے میں جو شبہات صفحۂ تاریخ پر آگئے ہیں وہ بھی دور ہو جائیں اور ازدواج انبیاء میں جو قابل احترام ہستیاں ہیں اُن کا بھی ضمنی تعارف ہو جائے۔ جسطرح قابیل اور برادران یوسف کے کرتوت نے اخوت کو بدنام کردیا اسی طرح حضرت نوح کی بی بی اور جناب لوط کی رفیقۂ حیات نے زوجیت کا کوئی وزن باقی نہیں رکھا لیکن ضروری نہیں ہے کہ دنیا میں سب بُرے ہی آباد ہوں ہمیشہ اشرار میں اخیار کی مقدس ہستیاں نظر آتی ہیں بڑی تعداد میں نہ سہی اقلیت ہی میں سہی مگر کارگاہ ہستی نیک اور مخلص بندوں سے کبھی خالی نہیں رہی اور نہ آئندہ صفحۂ ہستی ایسے نفوس کے ذکر سے سادہ ہوگا قرآن مجید کی یہ آزادانہ رائے ہے کہ وہ شخصیت سے مرعوب ہونے کا سبق نہیں دیتا اور نسبی یا سببی رشتہ کو سبب عزت نہیں قرار دیتا بلکہ عمل کو معیار کمال قرار دیا ہے اس سے اس نے اپنے الہامی کلام میں اندرونی حالات کی نقشہ کشی کی ہے اور گھریلو زندگی کو

رشد و ہدایت کے لئے منظر عام پر پیش کیا ہے قرآن حکیم اگران واقعات کو نہ ابھارتا تو حضرت نوح کی شریک زندگی اور جناب لوط کی بی بی کی ذہنیت سے باخبر ہونے کا کوئی ذریعہ نہ تھا قرآن مجید ان واقعات کو ضبط تحریر میں لاتا ہے۔ زوجہ نوح و لوط کے بارے میں ہے۔

ضرب اللّٰہ مثلاً للذین کفروا امرأۃ نوح و امرأۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتاھما فلم یغنیا عنھما من اللّٰہ شیئاً وقیل ادخلا النار مع الداخلین (سورۂ تحریم پ۲۸)

خدا نے کافروں کی عبرت کے لئے نوح اور لوط کی بیبیوں کی مثل بیان کی ہے کہ یہ دونوں ہمارے نیک بندوں کے تصرف میں تھیں دونوں نے اپنے شوہروں سے دغا کی تو رشتۂ زوجیت اُن کے کام نہ آیا ان سے کہا جائے گا کہ تم دونوں جہنم میں پہونچنے والوں کے ساتھ داخل ہو۔

اس زلزلہ افگن آیت سے حسب ذیل امور ثابت ہیں۔

(۱) نبی و رسول کی بی بی کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ زیور ایمان سے آراستہ ہو۔

(۲) ہر دو محترم نبی کی بیبیوں کا رویہ کفار کے لئے ایک۔ ضرب المثل قرار پا رہا ہے۔

(۳) ان کی خیانت پر نظر قدرت نے پردہ نہیں ڈالا بلکہ قرآن میں خلعت بقا عطا کیا ہے۔

(۴) نبی کے رشتۂ زوجیت سے اُن کو کوئی فائدہ پہونچ سکتا تو یہ نہ کہا جاتا کہ فلم یغنیا عنھما من اللّٰہ شیئ دونوں کے شوہر خدا کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آئے۔

(۵) ان کے آتش جہنم میں داخلہ کا اعلان عام ہے قیل ادخلا النار مع الداخلین۔

ان چیزوں کو سامنے رکھکر فیصلہ ہوتا ہے کہ عصر نوح و لوط کے بعد مستقبل میں کسی نبی کی بی بی اطاعت شعار اور پیکر خیر نہو تو کوئی تعجب نہیں ہے اور دنیا اس دھوکہ میں نہ رہے کہ ازواج انبیاء ہمیشہ قابل احترام ہوتی ہیں جس طرح عام لوگوں میں کچھ اچھے اور کچھ برے ہوتے ہیں اسی طرح انبیاء کرام کی بیبیاں بھی ہیں ان دو مخصوص خواتین کی خیانت پر ہم آئندہ اپنے محل پر تبصرہ کریں گے۔

زوجۂ آدم حضرت ابو البشر صفی خدا آدم علی نبینا وآلہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفیقہ حیات کا نام "حوا" ہے اور نوع انسان کی ماں یہی خاتون ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں بڑے شاندار الفاظ میں ہے۔

یاآدم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منھا رغداً حیث شئتما اے آدم تم اپنی بی بی سمیت بہشت میں رہو اور اس میں سے جہاں تمہارا جی چاہے کھاؤ (پیو) حضرت حوا کی خلقت میں

مسلم مورخین نے ٹھوکر کھائی ہے اور فرقہ شیعہ ان کے تخیلات سے بیزار ہے ابو جریر طبری مشہور مورخ نے انکی وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کان اللّٰہ خلقت من شئی حیّ خلقها اللّٰہ من ضلع آدم ۔

(تاریخ الامم والملوک جلد اول چاپ مصر صفحہ ۲۱)

ان کو حوا اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ایک زندہ سے پیدا کی گئیں خدا نے ان کو جناب آدم کی پسلی سے پیدا کیا ۔

کہیں کہیں شیعوں کی حدیثوں میں بھی اس مطلب کا ذکر ہے جنکو محققین علماء شیعہ نے ضعیف اور تقیہ پر محمول کیا ہے اس قول کو اختیار کرنے میں چند خرابیاں لازم آتی ہیں ۔

(۱) قدرت کا عجز ہے کہ وہ تخلیق آدم کے بعد دوسری مخلوق کو اسی سے پیدا کرے جو قادر مطلق مختلف مزاج کے اجزا کو دست و گریباں کر کے جامۂ انسانیت میں لا یا وہ اسپر بھی قادر ہے کہ دوسرا پیکر خاک مرتب کرے اور اس کو بی بی قرار دے (۲) آدم و حوا میں جزو جسم ہونے کے لحاظ سے ایک ایسا رشتہ قائم ہو جاتا ہے کہ پھر آدم کے ازدواجی تعلقات ان سے ناروا ہو جاتے ہیں اور اگر اس کو جائز سمجھا جائے تو پھر ماں بیٹے اور باپ بیٹی کی شادی میں کوئی امر مانع نہ ہوگا حالانکہ اس پر کوئی انسان تیار نہیں ہے حضرت آدم ایک تو خود معصوم حیثیت تھے دوسرے جناب محمد مصطفےٰ صلعم کے مورث اعلیٰ ہونیکے لحاظ سے بھی ان کے دامن پر یہ بدنما داغ پہونچ نہیں سکتا ۔ (۳) انسانیت کی خشت اول جب اخلاقی حیثیت سے کج واقع ہوجائے تو پھر ساری تعمیری قصر سرنگوں ہوجائے گا اور طہارت نسبی و سببی کا معیار بُری طرح ٹوٹ جائے گا ۔

پھر حقیقت امر کیا ہے اس کو حدیث زرارہ میں صادق آل محمد نے واضح کیا ہے ان کے روبرو جب یہ مسئلہ پیش ہوا اور کہا گیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں حوا کو خدا نے آدم کے پہلوئے چپ سے پیدا کیا ہے فرمایا کونسا امر ان اقوال کے بیان کرنے کا باعث ہے خدا ہمارے اور اس خیال کے لوگوں کے مابین حکم کرے یہ الفاظ جبین امامت پر شکن کا پتہ دیتے ہیں اور اظہار افسوس کی تصویر ہیں جسکو پیش کر کے فرمایا کہ جب حق تعالیٰ نے آدم کو خاک سے پیدا کیا اور فرشتوں کو اُن کے سجدہ کا حکم دیا تو نیند کو ان پر غالب کیا آدم سو گئے تو از سر نو ان کے لئے ایک مخلوق کو پیدا کیا اور پائین پا جگہ [illegible] جب آدم [illegible] حوا کو اپنے سامنے دیکھا (ترجمہ اردو حیات القلوب صفحہ ۴۲ جلد اول [illegible])

امام جعفر صادق علیہ السلام عمل ام [illegible] میں فرماتے ہیں ۔

اللّٰھم صل علی امنا حوّاء المطہرۃ من الرجس المصفاۃ من الدنس المدنسۃ

من الانس المعروفة بيت عمال القدس

خداوند! رحمت نازل کر ہماری ماں حوا پر جو ہر نجاست سے پاک کی ہوئی تھیں ان کا دامن عزت ہر دھبہ سے صاف اور وہ انسانوں میں فاضل تر تھیں وہ منزل قدس کی راہرو تھیں۔

(زاد المعاد اعمال ۵ رجب)

یہ عبارت حضرت آدم کی بی بی کے عصمت و طہارت کے اثبات میں وہ افادہ علمیہ ہے جس سے عام طور پر افراد ملت واقف نہیں ہیں

ایک شبہ اور اس کا جواب قرآن مجید میں ہے خلقکم من نفس واحدة وجعل منها زوجها لیسکن الیها (پ ۹ ع ۱۴) (خدا نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور قرار دیا اس سے ان کی بی بی کو تاکہ اس کے ساتھ رہے۔ تفسیر میں ہے۔ الضمیر فی منها لیس عائداً علی نفس بل هو عائد علی الطینة التی فضلت عن طینة آدم وخلقت منها حوا ع ای انها خلقت مما خلق منه آدم (تفسیر بحر محیط ص۱۵۵ ج ۲)

"منہا" کی ضمیر نفس کی طرف نہیں پھرتی بلکہ اس بچی ہوئی مٹی کی طرف پھرتی ہے جو خلقت آدم کے بعد باقی رہی تھی اور اس سے خلقت حوا ہوئی یعنی جس خمیر سے آدم کی خلقت ہوئی تھی اسی سے حوا پیدا ہوئیں۔

زوجۂ حضرت شیث اولاد آدم میں ان کے صالح ترین فرزند حضرت ہابیل ظالم بھائی کے ہاتھ سے قتل ہو گئے اور نسل آدم ان کے دوسرے فرزند شیث سے قائم ہوئی جن کا نام "ہبۃ اللہ" بخشش خدا تھا اس نسل کا بقاء بھی حفظ نسب کے لحاظ سے مشکل تھا کیوں؟ اسلئے کہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرزندان آدم کا عقد کس کے ساتھ ہوا بہن بھائی کا رشتۂ نکاح قبیح ہے اور نسل نبوت میں ایسی کمزوری قابل نفرت ہے مورخ طبری اس ناپاک دھبہ کو دامن تہذیب انبیاء پر ڈالنے میں غور نہیں کرتا ان هابیل طلب ان ینکح اخت قابیل فابی علیه (تاریخ الامم والملوک ج ۱ ص۶۹)

ہابیل (پناہ بخدا) چاہتے یہ تھے کہ قابیل کی بہن کے ساتھ عقد کریں اس نے انکار کیا اسلئے یہ قتل واقع ہوا اگر حقیقت امر یہ ہے کہ حضرت آدم نے ہابیل کو اپنا خلیفہ بنانا چاہا تھا اور قابیل چاہتا تھا کہ خلافت مجھکو ملے اس حسد میں بھائی کو قتل کر دیا قتل ہابیل کو شادی بیاہ سے کوئی تعلق نہ تھا پھر کیا ہوا؟

ائمہ اہلبیت کے زریں اقوال میں اس کا بھی حل موجود ہے امام جعفر صادق کا قول موجود ہے کہ خداوند عالم نے فرزندان آدم میں ایک بھائی کے لئے جنیہ مسخر کی اور وہ ان کے عقد میں آئی اور دوسرے کے لئے بہشت

تو بھی عرض اولاد آدم کی (اس غیر جنس سے جب نسل بڑھی تو دونوں بھائیوں کی اولاد چچازاد بھائی بہن قرار پائیں ان میں آپس میں شادیاں ہوئیں انسان میں حُسن ورثہ اس حور کا ہے اور غصہ جنیہ کے سبب سے ہے (عرائس المجالس ثعلبی ص۲۵)

زوجۂ نوح آگے کے بیان میں تم کو معلوم ہوگا کہ نوح کی بی بی فرماں بردار نہ تھی قرآن مجید نے اسکی خیانت کا ذکر کیا ہے اور تفسیر میں ہے کہ جب حضرت نوح لوگوں کو ہدایت کرتے مجھے تو یہ بدبخت قوم سے کہتی تھی کہ نوح تو دیوانہ ہیں میں ان کے پاس برابر رہتی ہوں اور مجھے ان کی حالت مزاج خوب معلوم ہے اس کا نام واعلہ تھا قرآن مجید نے اعلان کیا ہے کہ حضرت نوح کی رسالت اس کے کام نہ آئی اور وہ مستحقین جہنم کے ساتھ داخل دوزخ ہوگی زمخشری نے تفسیر میں لکھا ہے۔

لما نافقتا وخانتا الرسولین لم تغن الرسولان عنهما بحق ما بینهما من وصلة الزواج اغناء ما عذاب الله (تفسیر کشاف ص۲۰۱)

جب زوجۂ لوط اور نوح نے نفاق پر کمر باندھی اور خیانتیں کرنا شروع کیں تو دونوں پیغمبران کے کچھ بھی کام نہ آئے اور زوجیت کا رشتہ عذاب سے بچا نہ سکا۔

(نوٹ) واعلہ طوفان میں غرق ہوگئی اور جس بی بی سے حضرت نوح کی نسل بڑھی وہ خوش کردار تھی جناب رسول خدا صلعم اسی کی نسل سے تھے۔

حضرت آسیہ جن کی آغوش میں کلیم اللہ کی تربیت ہوئی آسیہ اگرچہ کسی نبی کی زوجہ اور رسول کی حقیقی ماں نہ تھیں لیکن چونکہ ان کی گود میں موسیٰ بن عمران کی پرورش ہونے والی تھی اسلئے رب العزت نے ان کو اپنے دشمن اور ہمسری کا دعویٰ کرنے والے فرعون کے گھر میں رکھا تھا تاکہ کلیم اللہ غیر مومن ماحول سے محفوظ رہیں اور ان کی نشوونما ایمان کی گود میں ہو قدرت کے اس طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مذہب عورت کی آغوش میں ایک مسلمان بچہ کی پرورش بھی حکم الٰہی کے خلاف ہے مربیہ کے حرکات اور سکنات تخیلات طرز معاشرت کا اثر بچہ پر پڑنا لازم ہے خصوصاً دودھ پلانے والی عورت کے لئے جناب امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے تخیّروا للرضاع کما تخیرون للنکاح فان الرضاع یغیر الطبائع (وسائل الشیعہ)

دودھ پلانے کے لئے عورتوں کے اختیار کرنے میں اسی طرح (حزم واحتیاط سے) کام لو جس طرح شادی بیاہ کے موقع پر (حسب نسب) دیکھ کر عورت پسند کرتے ہو۔

طبرسی علیہ الرحمہ نے اس محل پر لکھا ہے کانت آسیۃ بنت مزاحم امرأۃ من بنی اسرائیل استنکحھا فرعون وھی من خیار النساء ومن بنات الانبیاء وکانت اماً للمؤمنین ترحمھم و یتصدق علیھم (مجمع البیان)

آسیہ دختر مزاحم بنی اسرائیل کی ایک عورت تھیں ان سے فرعون نے نکاح کیا تھا اور وہ اپنے زمانہ کی بہترین عورت تھیں ان کے اجداد میں چند انبیاء گذرے تھے وہ اہل ایمان کی ماں بھی جاتی تھیں ان پر ترحم کرتی تھیں اور خیرات کرتی تھیں۔

محقق طریحی کا بیان ہے کلما اراد فرعون ان یمسّھا تمثلت لہ شیطانہ یقاربھا۔ (مجمع البحرین)

جب فرعون ارادہ کرتا تھا کہ ان سے ازدواجی تعلقات جاری کرے تو خداوند عالم ان کے ایمان کی لاج میں ایک شیطانیہ کو متمثل کرتا تھا جس سے خواہشات نفس پورے ہوتے تھے

حضرت زلیخا زلیخا کا تعلق نسلی لحاظ سے حضرت سرورکائنات صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے تو نہیں ہے جو ان کا اہل ایمان میں ہونا مسلمات سے ہو لیکن واقعات سے ان کا صاحب فضل وشرف ہونا ثابت ہے کانت زلیخا من بنات الانبیاء وہ دختران انبیاء میں تھیں اور انجام بخیر ہوا ان کے شوہر کا نام عزیز تھا جو بادشاہ مصر کا خزانچی تھا اس کا عبرانی نام قطفیر اور توریت میں یوطیفار ہے بعض قدیم صحیفوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خواجہ سرا تھا اور اس نے عبث زلیخا سے شادی کر لی تھی اور بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ یہ نامرد تھا چنانچہ حضرت یوسف نے جب زلیخا سے عقد کیا تو اس کو دوشیزہ پایا اس سے حضرت یوسف کے جو اولاد ہوئی وہ یہ (۱) میشا (۲) افرائیم یوشع وصی موسیٰ انھیں کے پوتے تھے (۳) رحیمہ زوجہ ایوب۔

زوجہ لوط واہلہ نام تھا قرآن مجید نے ان کی خیانت اور جہنم میں پہونچنے کا وعدہ کیا ہے اس کی شرارت یہ تھی کہ جب کوئی تازہ مہمان حضرت لوط کی خدمت میں آتا تھا تو آپ کی دل آزاری کے لئے قوم کے بدکار طبقہ کو خبر کر دیتی تھی قدرت کو یہ فعل ناپسند ہوا اور شوہر کی مخالفت نے قعر مذلت میں گرا یا قرآن حکیم کے اس تذکرہ سے یہ فائدہ ہوا کہ زوجیت کام نہ آئی اور نبی کا شوہر ہونا کچھ بھی مفید نہ ہوا۔

زوجہ موسیٰ کلیم اللہ کی بی بی حضرت شعیب نبی کی بیٹی تھیں ان کا نام صفورا یا صفرا رتھا یہ وہی خاتون ہیں جو کلیم اللہ کے ہاتھ سے دنبیوں کے سیراب ہونے پر حضرت موسیٰ کے بلانے کے لئے گئی تھیں ان کے آغاز کا تو کوئی واقعہ تاریخ میں ایسا نہیں ہے جس سے اطاعت پر روشنی ڈالی جائے۔

مگر انجام بلفظ آنا ہے واقعہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ نے اپنے بعد کار ہدایت انجام دینے کے لئے یوشع بن نون کو جانشین کیا تھا اور وصی نبی کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو ایک نبی کی ہونا چاہیئے تمام عالم اسلامی اس کے زیر نگیں ہوتا ہے ۔ صفوا کو چند مفسدہ پرداز لوگوں نے وصی موسیٰ کے خلاف آمادہ فساد کیا کشت وخون کی نوبت آئی مجلسی علیہ الرحمہ نے حالات حضرت یوشع میں لکھا ہے ۔

پس یوشع بعد از موسیٰ پیشوا و مقتدائے بنی اسرائیل بود و قیام با مور ایشاں می نمود و صبر کرد بر مشقتہا و آزار ہا کہ از بادشاہان جور با و رسید در زمان او تا سہ بادشاہان از ایشاں ہلاک شدند و بعد از اں امر یوشع قوی شدہ و مستقل شد در امر و نہی پس دو کس از منافقان قوم موسیٰ صفوا ، دختر شعیب را کہ زن موسیٰ بود فریب دادند با خود برداشتند و با صد ہزار کس بر یوشع خروج کردند و یوشع بر ایشاں غالب شد و جماعت بسیار از آنہا کشتہ شدند و بقیہ ایشاں گریختند باذن خدا و صفوا ، دختر شعیب اسیر شد پس یوشع با و گفت کہ در دنیا از تو عفو کردم تا در قیامت پیغمبر خدا موسیٰ را ملاقات کنم ۔

(حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۲۵۳ چھاپ نولکشور اڈیشن دوم

موسیٰ کے بعد یوشع کے ہاتھ میں کار ہدایت پہونچا اور ناسا عدت زمانہ سے ان کو بڑی سختیوں کا سامنا ہوا یکے بعد دیگرے تین حکومتوں کی مخالفت کا پامردی سے مقابلہ کیا جب ہر سہ حکام جور ہلاک ہو چکے تھے تو حکومت الٰہیہ کو قوت پہونچی اور امر و نہی کی تعلیم میں کار فرما ہوئے پھر امت موسیٰ کے دو منافق تخریب پر تیار ہوئے اور زوجہ موسیٰ کو فریب دیکر یوشع سے جنگ پر تیار کیا گیا اور سو ہزار نفوس لیکر جنگ کی طرفین کی جانیں ضائع ہوئیں آخر میں دشمن پسپا ہوئے اور صفوا گرفتار ہو گئیں یوشع درسگاہ قدرت کے ، تعلیم یافتہ تھے انھوں نے اپنے اور زوجۂ نبی کے فیصلہ کو قیامت پر اٹھا رکھا اور بلا سزا رہا کر دیا ۔

دوسری حدیث میں اس عبرت زا منظر کی کیفیت یہ بیان کی گئی ہے ۔

و در حدیث معتبر از امام محمد باقر علیہ السلام منقولست کہ زن موسیٰ خروج کرد بر یوشع بن نون و بر زرافہ سوار شدہ کہ ایں جانوریست شبیہ بشتر گاؤ پلنگ (حیات القلوب صفحہ ۲۷۳)

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ موسیٰ کی بی بی نے (وصی موسیٰ) حضرت یوشع پر جب خروج کیا تو وہ (شورش پسند عورت) زرافہ پر سوار تھی یہ جنگ نہایت نفرت خیز تھی لیکن یوشع کے کامیاب ہو جانے سے کم از کم حق بین نظروں میں وصی موسیٰ کی صداقت روز روشن کی طرح آشکار ہوئی لڑائی ایک وقتی اختلاف تھا مگر تذکرہ حق و باطل روز قیامت تک کے لئے صفحۂ تاریخ پر رہ گیا اور مستقبل کے لئے حقیقت کی ایک مثال قائم ہو گئی فافہم و تدبر ۔

اہلسنت کے مورخین طبری اور ثعلبی اور خاوند شاہ نے بھی بنی اسرائیل کے سرکش دشمنوں سے یوشع کے جہاد کا ذکر کیا ہے اور توریت میں بھی یہ جنگ نظرانداز نہیں ہوئی فرق اسقدر ہے کہ فریق مخالف کے نام پردۂ خفا میں ہیں۔

زوجہ یونس یہ وہی محترم نبی ہیں جنکے حدود عمل نینوا کے دیہات تھے ان کی باکمال ذات میں وہ تمام صفتیں جمع تھیں جو ایک نبی میں ہونا چاہئیں۔ ان کی بی بی بھی نہایت تندخو اور بدمزاج واقع ہوئی تھی۔

ان قوما دخلوا علی یونس بن متی فاضافهم فکان یدخل ویخرج الی منزله فتوذیه امرأته وتستطیل علیه وهو ساکت فتعجبوا من ذالك فقال لا تعجبوا فانی سألت الله تعالیٰ وقلت ما انت معاقب لی به فی الآخرة فعجله لی فی الدنیا فقال ان عقوبتك بنت فلان تتزوج بها وانا صابر علی ما ترون منها۔

(احیاء العلوم ص۳۰ جلد دوم غزالی)

حضرت یونس کے پاس ایک قوم وارد ہوئی اور آپنے اُن سب کو مہمان کرلیا اور کبھی گھر میں گئے اور کبھی باہر نکل آئے بی بی نے ان کو اذیت دینا شروع کی اور یہ طویل سلسلہ باقی رہا مگر خدا کا نبی خوش تھا مہمانوں کو اس صبر و شکیب سے تعجب ہوا یونس نے کہا کہ حیرت نہ کرو میں نے تو خود خدا سے سوال کیا تھا کہ مجھ سے حشر کے دن کوئی بازپرس نہ ہو جو کچھ ہونا ہے وہ دنیا ہی میں جلد ہو جائے خدا نے میری استدعا کا جواب دیا کہ تمہارے امتحان کی منزل فلاں شخص کی دختر ہے اس سے شادی کرو میں نے اس سے تزویج کی اور اب میں ان سب مشکلات پر صبر کرتا ہوں جو تم لوگ دیکھتے ہو

غالباً عورت کی بیوفائی دیکھکر حضرت یحییٰ بن ذکریا مجرد رہے اور جناب عیسیٰ بن مریم نے تاحیات شادی نہیں کی حتی کہ حافظ حقیقی نے ان کو فرش خاک سے اُٹھاکر عالم بالا میں جگہ دی اور بجائے اولاد سے نسل قائم ہوکر کار ہدایت انجام پانے کے حواریین نے دین عیسوی کی تبلیغ کی۔

ثابت ہوا کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ نبی کی بی بی اطاعت شعار بھی ہو تبلیغ دین میں اگر عورت کو کوئی مدخلیت ہوتی تو اس کا نیک کردار ہونا ضروری تھا وہ شریک زندگی ہے نہ شریک تبلیغ شریک تبلیغ عموماً نبی کا بھائی ہوا کرتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کے لئے دعا کرتے ہوئے واشرکه فی امری کہکر اس مسئلہ کو صاف کر دیا ہے لیکن اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بیبیوں کے نفاق سے انبیاء کو کیا ملا ؟

دنیا تکلیف اور مصائب کا گھر ہے یہاں اہل ایمان کو ایک لمحہ کے لئے بھی آرام نہیں بیماری کی سختی دشمن کی شماتت فلک کی ڈالی ہوئی ہر مصیبت کے لئے نامۂ عمل میں ایک اجر ہے بلکہ جسم میں ایک خار نے بھی اگر اذیت پہونچائی ہے تو وہ صدمہ بھی خالی از ثواب نہیں لہذا دار امتحان میں بھیجکر پہلو نشین کا مخالف ہوجانا بھی ایک امتحان ہے حدیث میں معصوم کا ارشاد ہے اغلب الاعداء للمومن زوجة السوء مومن کے لئے سب سے زیادہ اذیت رساں دشمن اس کی بدکردار بی بی ہے۔

(مکارم الاخلاق طبرسی علیہ الرحمہ ص۱۲۱)

سقراط کی بی بی حضرت یونس کی طرح غیر معصومین میں بھی بعض ایسے بلند ہمت ہیں جو جان بوجھکر بدخلق عورت سے شادی کرلیتے ہیں سقراط نے جس عورت کو رفیقہ حیات بنایا تھا وہ نہایت بدمزاج اور شوریدہ پسند تھی لیکن سقراط مساوی درجہ کے صبر کے ساتھ اس کی تمام سختیاں برداشت کرتا رہا اور جب اس سے ایسی عورت کے ساتھ شادی کرنے کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا کہ شہسوار صرف وہی لوگ ہیں جو شریر سے شریر گھوڑے پر سواری کی مشق کرتے ہیں جب بدمعاش گھوڑے کو انھوں نے قابو میں کرلیا تو سیدھے جانور کو مطیع کرلینا دشوار نہیں ہے چونکہ مجھے انسانوں میں رہنا ہے اس لئے میں اسکے ساتھ نباہ کرسکا تو پھر مجھے دنیا میں کسی کے ساتھ نباہ کرنے میں دشواری نہ ہوگی تاریخ روضۃ الصفا میں اس محل پر حسب ذیل الفاظ ہیں۔

چوں بجہت بقائے نسل اورا نزد یکے تحریص نمودند دراں باب شرائط تاکید بتقدیم رسانیدند جواب داد کہ اگر ازیں معنی چارہ نیست زنے بدست آرم کہ در سفاہت بے نظیر و در لاامت بے شبہہ باشد تا بر جفاہائے وے صبر کردہ (روضۃ الصفا جلد اول)

(ترجمہ) جب بقاء نسل کے لئے سقراط کو شادی کی طرف رغبت دلائی اور شرائط پیش کئے تو اس نے جواب دیا کہ اگر شادی کئے بغیر چارہ نہیں تو میں ایک عورت لانا چاہتا ہوں جو بیوقوفی میں اپنی نظیر نہ رکھتی ہو اور سخت مزاج ہونے میں اسکی کوئی مثال نہ ہو تاکہ میں اس کی جفاؤں پر صبر کروں“

زوجۂ سقراط کا ذکر تو ضمنی تھا انبیاء کے حالات ہم نے اسلئے لکھے ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم کی مسلمہ حدیث ہے کہ جو کچھ امم سابقہ میں ہوا وہ اس امت میں بھی ہوگا خصوصاً بنی اسرائیل کا ہر نقش اس امت میں ابھرنا چاہیئے تو اب باب ماضی کا جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ ازواج انبیاء میں حضرت حوا، جناب ہاجرہ، پیکر خیر تھیں تو زوجۂ لوط و نوح و یونس وغیرہ مجسمۂ شر

لہذا جناب سرورِ کائنات صلوات اللہ وسلامہ علیہ چونکہ مظہر صفات انبیاء بھی تھے اس لئے ان کی بیبیوں میں دونوں صنف کی عورتیں ہونا چاہیئے اطاعت شعار بی بی کی ضرورت تو اسلئے ہے کہ وہ مرکز عصمت اور سرچشمہ امامت قرار پائے اور نافرمان عورتوں کی ضرورت اسلئے ہے کہ نوح اور لوط کی طرح اپنے صبر و شکیب کے جوہر دکھائیں۔

بہترین بیبیاں اس میں کیا شک ہے کہ وہ ازواج جو امہات مومنین تھیں ان میں جناب خدیجہ بہترین عورت تھیں جو سلسلہ عصمت کی مرکز اور امامت و نبوت کی ودیعت گاہ ہوں ان کو زیور عمل سے آراستہ ہونا بھی ضروری ہے نبی اور وصی نبی امام و خلیفہ کی ماں کو بت پرست نہ ہونا چاہیئے۔

فخرالدین رازی نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد تفسیر میں نقل کیا ہے۔

لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات۔

(تفسیر مفاتیح الغیب جلد سوم تقطیع کلاں ص۴۳۲)

(ترجمہ) میں پاکیزہ صلبوں اور طاہر رحموں میں ہمیشہ منتقل ہوتا رہا، شیعوں کی کتابوں میں یہ مقصد اور زیادہ روشن الفاظ میں ملے گا۔ زیارت جناب سرور کائنات صلوات اللہ وسلامہ علیہ میں ہے۔

اودعتہ فی الاصلاب الطاھرۃ ونقلتہ منھا الی الارحام المطھرۃ لطفا منک لہ وتحننا منک علیہ اذ وکلت لصونہ وحراستہ وحفظہ وحیاطۃ من قدرتک عینا عاصمۃ حجبت بھا منہ الس العھر ومعائب السفاح حتی رفعت بہ نواظر العباد واحییت بہ میت البلاد بان کشفت عن نور ولادتہ ظلم الاستار والبست حرمک بہ حلل الانوار۔ (زاد المعاد چھاپہ قدیم مترجم سرا ص۵۹۳)

(حاصل مضمون) از راہ لطف نور نبوی کو امانت رکھا پاکیزہ صلبوں میں اور وہاں سے پلٹایا صاف ستھرے رحموں کی طرف یہ ایک مہربانی تھی تیری آنحضرت پر اور موکل کیا تو نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کی حفاظت و حراست اور چاروں طرف سے گھیر لینے کے لئے حفاظت کرنے والی آنکھ کو جس کے سبب سے زنا کی گندگی اور ناجائز تعلقات کے عیوب قریب نہیں آنے پائے یہانتک کہ ان کی شرافت کے سبب سے بندوں کی نگاہوں کو (نیچا ہونے سے بچایا) بلند کیا اور ان کے برکات سے مردہ شہروں کو زندہ کیا اور ان کی پیدائش کی روشنی سے تاریکی کے پردے چاک کئے اور اپنے حرم کو نور کے خلعت سے آراستہ کیا۔

یہ تمام الفاظ قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر ہیں۔

وتوکل علی العزیز الرحیم الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین پ۱۹ سورہ شعراء

اے پیغمبر آپ اس خدا پر جو غالب اور بڑا مہربان ہے بھروسا رکھئے جب آپ (عبادت الٰہی میں) کھڑے ہوتے ہیں تو خدا آپ کو دیکھتا ہے آپ کو وہ سجدہ کرنے والوں کے صلب میں پلٹاتا رہا۔

اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو کافی میں درج ہے امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جبرئیل حضرت سرور کائنات صلعم پر نازل ہوئے اور عرض کیا یا محمد ان ربک یقرءک السلام و یقول انی حرمت النار علی صلب انزلک وعلی بطن حملک وحجر کفلک فالصلب صلب ابیک عبد اللہ ابن عبد المطلب والبطن الذی حملک فآمنة بنت وهب واما حجر کفلک فحجر ابی طالب وفی روایة فاطمة بنت اسد

اے محمد پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے آتش جہنم کو حرام کیا ہے اس پشت پر جس پر آپ کا نور نازل ہوا اور اس شکم پر جس نے آپ کو اٹھایا اور اس آغوش پر جس نے آپ کی پرورش کی تو اب مراد صلب سے آنحضرت کے پدر بزرگوار عبد اللہ کا صلب ہے اور جس بطن نے آپ کا بار اٹھایا وہ جناب آمنہ بنت وہب ہیں اور وہ گود جس میں تربیت ہوئی حضرت ابو طالب اور فاطمہ بنت اسد ہیں۔

شوہروں کی اطاعت نہ کرنے والی عورتوں کا مآل پیغمبر خدا کی زبانی

رسول پر جو احکام امت کے انذار اور تبشیر کے لئے نازل ہوئے اس میں عمومی حیثیت سے آپ کے خاندان کو بھی دخل ہے لہذا تمام وہ روایات جو عورتوں کی نافرمانی اور ان کے عقاب پر مشتمل ہیں ان سب میں ازواج کو بھی دیگر عورتوں کے ساتھ رشد و ہدایت کا حق دیا گیا ہے حدیث شب معراج میں جناب سرور اکرم صلوات اللہ و سلامہ علیہ جناب امیر المومنین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں خلاصہ مضمون یہ ہے۔

یا علی جس رات مجھکو آسمان پر لے گئے تو میں نے اپنی امت کی چند عورتوں کو دیکھا بڑے ہی سخت عذاب میں اور میں انھیں کے عذاب دردناک سے رو رہا ہوں ایک عورت تو وہ تھی جس کو اسکے سر کے بالوں سے لٹکا دیا تھا اور اس کے سر کا مغز کھول رہا تھا اور ایک عورت اس طرح دیکھی کہ اس کو زبان باندھکر معلق کیا تھا اور ایک عورت کو دیکھا کہ وہ سینہ کے بھل لٹک رہی ہے اور ایک دونوں پیر باندھکر لٹکا دی گئی تھی اور ایک عورت کو دیکھا کہ اسکو اسکے جسم کا گوشت کھلایا جا رہا ہے

اور آگ اس کے نیچے شعلہ ور ہے الخ

حضرت خاتون جنان فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بھی تشریف رکھتی تھیں قلب مبارک پر اثر پڑا اور پیغمبر خدا سے پوچھا کہ اے میرے پدر بزرگوار مجھے خبر دیجئے کہ ان عورتوں کے کیا اعمال تھے؟ رسول نے فرمایا کہ اے دختر گرامی وہ عورت جو اپنے بالوں سے معلق تھی وہ اپنے بال نامحرموں سے نہ چھپاتی تھی اور جو زبان سے معلق تھی وہ اپنے شوہر کو اذیت دیتی تھی اور جو اپنے سینہ کی مدد سے نصب تھی وہ شوہر کو اپنے قریب آنے نہ دیتی تھی اور مانع ہوتی تھی اور جس کے پاؤں بندھے ہوئے تھے وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلتی تھی اور جو اپنے جسم کا گوشت کھا رہی تھی وہ اپنے شوہر کے سوا) نامحرموں کے لئے سنگار کرتی تھی آخر حدیث میں فرمایا وائی ہو پر اس عورت پر جو اپنے شوہر کو غضبناک کرے اور خوشا حال اس عورت کا جو اپنے شوہر کو راضی رکھے۔

(حیات القلوب مجلسی علیہ الرحمہ ج ۲ ص۴۲ مطبع نولکشور کاغذ خاکی)

یہ واقعات اس قدر مشہور ہیں کہ انکو تحفۃ العوام کے مؤلف تک نے نظم کر کے نشر و اشاعت کا اجر و ثواب حاصل کیا ہم نے اصل ماخذ سے اس کا ترجمہ اسلئے پیش کیا ہے کہ جو مسلمان زوجیت کو ایک شرف سمجھتے ہیں ان کے سامنے پیغمبر خدا صلعم کی یہ آواز بھی آجائے کہ ایک امتی کی بی بی اگر اطاعت نہ کرے تو یہ عظیم عقاب ہے از ملج نبی کو اور زیادہ اطاعت کا حکم ہے فافہم و تدبر۔

اطاعت اور نافرمانی کا ایک اور منظر

زوجہ کو شوہر کی اطاعت کرنا چاہیئے اور اگر وہ شوہر عصمت پوش ہو تو اس کا اقتدار اور عظمت اور بڑھ جائیگی رسول کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) ایک عورت نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت بی بی پر میاں کا کیا حق ہے پیغمبر خدا نے بی بی کے تمام فرائض بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عورت بغیر اپنے میاں کی اجازت کے باہر نہ جائے اگر بلا اجازت گھر کے باہر جائے گی تو آسمان کے فرشتے اور رحمت و غضب کے ملائکہ اس پر لعنت کرینگے۔ (مکارم الاخلاق طبرسی)

اگرچہ یہ روایت پیغمبر خدا نے اپنی امت میں معاشرتی زندگی کے حدود قائم کرنے کے لئے فرمائی ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ زوجۂ لوط اور نوح اور موسیٰ بغیر اذن شوہر جو گھروں سے نکل کر ان معصوم ہستیوں کی تذلیل کی درپے تھیں وہ بھی رحمت خدا سے دور ہوئیں اور جب عام امتی کی بی بی کو

گھر سے نکلنے کا حکم نہیں ہے تو کسی مرسل کی رفیقۂ حیات کو بدرجۂ اولیٰ شوہر کے گھر سے خروج کا حق نہیں ورنہ جس منزل پر عام عورت آسکتی ہے اس مکردہ محل پر زوجۂ نبی بھی پہونچ سکتی ہے۔

(۲) جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر خدا کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم دے سکتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

(۳) یہ بھی وارد ہوا ہے جہاد المرء حسن التبعل عورت کا جہاد شوہر کو راضی رکھنا ہے یعنی وہ اجر و ثواب جو ایک مجاہد کو میدان حرب میں لڑ بھڑ کر حاصل ہوتا ہے وہ عورت گھر بیٹھے اطاعت شوہر میں پاتی ہے۔

غیر مطیع عورتوں کے ساتھ رسولخدا کے عقد کا راز

گذشتہ بیانات پڑھنے کے بعد غالباً اب یہ سوال باقی نہیں رہتا کہ مرسل نے با آں علم و کمال ایسی عورتوں سے عقد کیوں فرمایا جن سے اطاعت کی امید نہ تھی۔

(۱) حضرت نوح لوط یونس موسی انبیاء کرام کی نظیریں سامنے تھیں سقراط کا مقولہ دنیا میں شہرت حاصل کر چکا تھا سب کو جانے دیجئے شیخ سعدی جو نہ امام تھے نہ پیغمبر ان کی بی بی عمر بھر ان کو دس دینار کا خرید کردہ غلام سمجھتی رہیں۔ (حیات سعدی ص۱۲۵)

اور اسلام کے اس مشہور مصلح اور ناصح کو جن مشکلات کا سامنا ہوا اسکو انھیں کا دل جانتا ہے لہذا رسول اللہ کے اقدام کا بھی وہی راز تھا جو سقراط وغیرہ کا تھا۔

(۲) عرب کے بیشتر قبائل آپکے دشمن تھے کفار قریش کا ارادہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح آپ کو قتل کر دیا جائے اور خون میں تمام عرب کے قبیلے شریک ہوں اس ظالمانہ اسکیم سے بچنے کی ایک صورت یہی تھی کہ وہ عرب کے مشہور قبیلوں میں نکاح کریں اور اپنا حلقہ وسیع کر کے ہمہ گیر مخالفت کو مسدود کر دیں اور یہ سیاست اسلام کے فروغ میں مدد پہونچائے۔

(۳) دنیا امتحان گاہ ہے اور یہاں قدم قدم پر انسان کو مشکلات کا سامنا ہوتا ہے پیغمبر اکرم کا یہ بہت بڑا امتحان تھا کہ وہ بدخو عورتوں کے ساتھ بسر کریں حدیث میں ہے نبی ولا مؤمن الا وله قرابة یوذیه او جار یوذیه کوئی نبی اور مومن ایسا نہیں مگر یہ کہ اس کا قریبی رشتہ دار اس کو اذیت دیتا ہے یا ہمسایہ تکلیف پہونچاتا ہے اذیت رساں اگر پہلو نشین ہو تو دنیا میں آنے کا مقصد پورا ہوتا ہے۔

(۴) عموماً سن رسیدہ لوگ نو عمر عورتوں سے شادی کر کے اپنی پہلی بی بی کی اولاد سے غافل ہو جاتے ہیں

اور ساری توجہ ان کی نئی بی بی کی طرف رہتی ہے خدا کو یہ دکھانا تھا کہ رسول اس عقد کے بعد اپنی اکلوتی بیٹی فاطمہ کی وہی عزت کرتے ہیں جس کی وہ حقدار ہیں ۔

(۵) ارشاد ساری شرح صحیح بخاری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر خلیفہ دوم نے اپنی بیٹی حفصہ کا پیام نہ دیا تھا پیغمبر خدا کے لئے انکار کرنا ان کی مخالفت کا سبب ہوتا اور تنگ نظر مسلمان جو رسالت میں ہمیشہ شک کیا کرتے تھے آپکی ذات کے بارے میں کوئی مزید شک کرتے بنی اسرائیل کی یہ بے ادبی اور جہالت تاریخ میں موجود ہے کہ وہ حضرت موسیٰ کو العیاذ باللہ آلات تولید سے محروم سمجھتے تھے اور جناب یحییٰ کا شادی نہ کرنا ان کے غلط خیال کی بنا پر معاذ اللہ ان کے ناقابل ہونے کی وجہ تھی۔ دیکھو تاریخ عرائس المجالس صـ۲۳۵ چھاپ مصر ۱۳۲۴ھ جناب عیسیٰ پر یہ الزام کہ وہ بے باپ کے پیدا ہوئے اسلئے تاہلی زندگی کی ان میں صلاحیت ہی نہیں خدا محفوظ رکھے ان تخیلات سے ۔

(۶) رواداری کا قائم رکھنا ضروری چیز تھی تاکہ بعض انتہا پسند یہ نہ سمجھیں کہ منافق کے ساتھ شادی بیاہ نہیں ہو سکتا اتحاد اسلامی کو باقی رکھنا اور باطنی حالات کو نظر انداز کر کے ظاہر پر عمل عقلا کا شیوہ ہے اس سے شیرازہ اسلام بکھرنے نہیں پایا ۔

(۷) زمانہ جاہلیت میں زنا کا عام رواج تھا رسولؐ نے بنص قرآن ہر عورت سے بیعت کے وقت یہ شرط کی تھی کہ زنا نہ کرنا چوری نہ کرنا اولاد قتل نہ کرنا اس آزادی کے دور میں بعض عورتوں سے اس کا اندیشہ تھا کہ وہ اپنی اگلی حالت پر نہ آجائیں اور مبادا وہ آزادی جوان کی عفت برباد کر دے اور نسلی معیار ختم ہو جائے اس لئے آپ نے عقد کر کے اپنے غیر معمولی طاقت سے ان کے جذبات کو اپنی نگرانی میں رکھا اور اسلام کو بدنامی کے داغ سے بچایا ۔ آزاد منش عورتوں کے چال چلن کا تحفظ کسی امتی کے ساتھ رشتہ میں پورا ہونا پیغمبر طاقت و قوت میں امت سے ممتاز ہوتا ہے اس لئے نکاح کا حق خصوصی اس کو حاصل تھا ۔

(۸) جس طرح نوح کی مخالفت نے ابنیت کے رشتہ کو تار تار کر دیا اسی طرح زوجہ کی مخالفت بھی اس کے اعزاز ذاتی کو خاک میں ملا دے گی اور زوجیت سے فائدہ اٹھایا نہیں جا سکتا بسرہو یا زوجہ اپنے اعمال سے خدا کو راضی کرے ۔

(۹) زوجیت کا منصب اس لئے بھی قابل لحاظ نہیں ہے کہ یہ رشتہ وہ نہیں ہے جو بقا اور دوام کا ضامن ہو اور جس کا ساتھ ہو گیا وہ قیامت تک کے لئے بی بی ہے طلاق کا قانون اس رشتہ کو کاٹ دیتا ہے لہذا دائرہ ازدواج کی وسعت کوئی خاص مرتبہ نہیں ہے دیکھنا یہ ہے کہ بی بی وہ قابل احترام ہے

الواعظ بکڈپو

(مسلم یہ الواعظ کے تالیفات)

حدیث کساء مستند علاوہ محصولڈاک ۴ر

حدود ذاکری (گذشتہ دس سال کا محرم نمبر) ۸ر

حالات آغا سید ابوالحسن اصفہانی مجتہد اعظم ۴ر

زیارت ناحیہ کے ایک فقرہ کا حل ۴ر

بہشت شہید ۱ر

دفن شہداء ۲ر

حفاظت کے تعویذ ۱۰ عدد ۵ر

سلسلہ سوانح حیات شہدائے کربلا

عجائب الانوار حالات عقد قاسم دو جلد صہ

فہرست کتب با تصویر ۴ر

سوانح عمری حضرت مسلم بن عقیل عہ

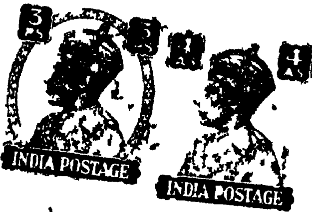
نوٹ

سوانح عمری حبیب بن مظاہر سوانح عمری زہیر بن قین، سوانح عمری برادران حضرت عباسؑ، تاریخ حضرت علی اصغر ختم ہو گئیں سرمایہ فراہم ہونے پر انشاءاللہ دوبارہ شائع ہوں گی

شیعہ دینیات کا کورس

مؤلفہ مولانا حکیم سید محمد قاسم صاحب قبلہ آل آبادی علاوہ محصولڈاک ۴ر

منیجر الواعظ لکھنؤ



نمبر ۱۶۷ وی پی پچاس روپیہ باقی ہے

عالیجناب امیر الامراء نواب آغا سالار جنگ بہادر

حیدرآباد دکن

Hyderabad
Deccan